یوم الفرقان

تاریخِ انسانی کا اہم سنگِ میل

ترتیب و تالیف

پروفیسر غلام سرور قریشی

3861

ادارہ سہروردیہ فی مخزن علومِ اسلامیہ لاہور

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....

BOOK NO ....

S-369 - Punjab University Press 10,000 29-1-2003

Marfat.com

یوم الفرقان

(تاریخِ انسانی کا اہم سنگِ میل)

— ترتیب و تالیف —

پروفیسر غلام سرور قریشی

== ناشر ==

ادارہ سہروردیہ فی مخزن علومِ اسلامیہ لاہور

Marfat.com

87112

سلسلہ اشاعت: ۶

نام کتاب: یوم الفرقان۔ (تاریخ انسانی کا ایک اہم سنگ میل)

مؤلف: پروفیسر غلام سرور قریشی۔

زہرہ منزل، ۱۹۷/اے، نیو چوبرجی پارک، ملتان روڈ، لاہور۔

ناشر: حضرت صوفی ابو نصیر محمد نذیر غوری سہروردی۔

ملنے کا پتہ: ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم۔

مکان ۸/۳۵، غوثیہ سٹریٹ، جہانگیر پارک، نوشاد باغ، لاہور۔

بسعی واہتمام: اویس سہروردی

سہروردیہ فاؤنڈیشن، ۱۱۵ میکلوڈ روڈ، لاہور۔

مہ و ماہ: ۱۷ رمضان ۱۴۱۰ھ، اپریل ۱۹۹۰ء۔

(مفت تقسیم کے لئے، بیرون جات حاصل کرنے کے لئے ۲ روپے کے ٹکٹ روانہ کریں)

Marfat.com

بنام جہاندار، جہاں کشا، جہاں آفریں
زدستِ کشائے عطائے رسولِ امیں

یہ ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر ہے جو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو میدانِ بدر میں حق کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے نکلے۔

پروفیسر غلام سرور قریشی

Marfat.com

Marfat.com

۱ / ۱۹۶۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

حمدِ محمودے کہ در جملہ صور
شُد بانوارِ محمدؐ جلوہ گر

گجرات (پنجاب) ایک مردم خیز خطہ ہے۔ یہاں سلسلۂ سہروردیہ کے سرخیل حضرت کبیرالدین شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خواص و عوام ہے حضرت شاہ دولہ کے اویسی طور پر مریدِ رشید حضرت بابا جنگو شاہ قلندر (۱۸۷۸ء) (گجرات) بڑے با فیض بزرگ گذرے ہیں۔ حضرت سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی نے گجرات کے اس قلندر کا ذکر بہت اچھے انداز میں کیا ہے ——— قلندر گجرات کے مریدِ صادق حضرت بابا غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کاملین میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے زیرِ تعلیم و تربیت رہنے والے جملہ حضرات شریعت و طریقت کے جامع و اکمل تھے ——— ان کے نفوسِ قدسیہ میں سے سرفہرست حضرت مولانا سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی علیہ الرحمۃ (لاہور) کا نامِ نامی واسمِ گرامی آتا ہے۔

حضرت ابوالفیض اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے وقت کے جید علماء کرام سے کسبِ فیض کیا

Marfat.com

تھا۔ خصوصاً فاضل بریلوی امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز کے خرمنِ فیض سے خوشہ چینی کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔ اس لئے انہوں نے علمی و عملی طور پر سلسلۂ عالیہ سہروردیہ کی زبردست اشاعت کی اور اسے ایک نیا رنگ بخشا اور ان ہی کی وجہ سے بہت سے حضرات نے لفظِ سہروردی اپنے ناموں کا حصہ قرار دے لیا اور یہ خدمات جلیلہ انہوں نے اس وقت سرانجام دیں، جب کہ اس سلسلے کے قدیم آستانوں کے گدی نشین صرف اور صرف وڈیرے بن کر رہ گئے ہیں۔ ع

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ کے مرید باصفا حضرت قبلہ صوفی ابونصیر محمد نذیر غوری سہروردی مدظلہ العالی، جن کے اجداد غور (افغانستان) سے ہجرت کر کے لاہور آباد ہو گئے تھے۔ اس وقت دین اسلام اور سلسلے کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت غوری صاحب ـــــ سنّتِ نبویہ پر بڑی سختی سے کاربند ہیں ـــــ نمود و نمائش سے دور رہ کر دین تبلیغ میں مصروف ہیں ـــــ غلبہ دین اسلام اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے تڑپ رکھتے ہیں۔

شیخ طریقت حضرت غوری صاحب کی توجہ سے ـــــ سیاح الامکان تالیف حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی علیہ الرحمتہ ـــــ ترجمہ انگریزی سیاح لامکاں ـــــ دختر ملت تالیف حضرت ابوالفیض ـــــ ترجمہ انگریزی دختر ملت ـــــ ان کے علاوہ چند اور کتب بھی چھپوا کر بلا قیمت تقسیم کروا چکے ہیں۔

اسی جذبۂ ایمانی کے تحت پیش نظر ایمان افروز کتاب موسومہ **"یوم الفرقان"** تالیف پروفیسر غلام سرور قریشی چشتی زید علمہٗ ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ (یوم بدر) کے موقع پر اہل ذوق کے لئے پیش کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں اور آئندہ برس اس

Marfat.com

کا انگریزی ترجمہ مع اضافاتِ جدیدہ بھی نذرِ قارئین کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ یوم الفرقان یعنی یوم بدر کے حوالے سے امتِ مرحومہ کو حق و باطل میں تمیز کرانا اور حق کے لئے جان قربان کرنے کی اہمیت بتانا چاہتے ہیں۔ غرض کہ جس دور میں دین فروشی "دین داروں" کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے اور دین ہی کے نام پر "سودے بازی" بھی کی جاتی ہے۔ جناب غوری صاحب کی پُر خلوص تبلیغی مساعی نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے مخلصانہ جذبات میں مزید ترقی فرمائے اور ان کا روحانی فیض عام ہو۔ آمین !۔

یہاں یہ بتا دینا از حد ضروری ہے کہ حضرت غوری صاحب قبلہ کے تربیت یافتہ جوانِ صالح سید اویس علی سہروردی بانی سہروردیہ فاؤنڈیشن اور مدیر "مجلہ سہروردؔ" کی بے مثال علمی خدمات بھی آپ ہی کی توجہ کی مرہونِ منت ہیں :

یوم الفرقان

محترم و مکرم جناب پروفیسر غلام سرور قریشی صاحب مدظلہٗ جو لاہور کے مشہور متکلم صوفی اور شیخ طریقت جناب وجیہ السیما عرفانی کے دامن گرفتہ ہونے کے باعث چشتی نظامی ہیں۔ اس مقدس نسبت کے سبب لذتِ بادۂ عشق چشیدہ ہیں۔ انہوں نے یوم الفرقان پر بڑے پیارے اور مؤدبانہ انداز میں خامہ فرسائی کی ہے۔ جزاہ اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

فاضل مؤلف کی اس تحریر کو پڑھنا اور سمجھنا باعثِ صد ثواب ہے اور اس کی برکت سے حضور پُر نور شافع یوم نشور صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے عقیدت و محبت میں اضافہ ہوگا۔ نیز دینی و دنیاوی اور روحانی عقدے حل ہوں گے۔ انشاء اللہ

Marfat.com

تعلقے ؛ جبکہ شہدائے بدر کے اسمائے پاک کے ورد سے مشکلات حل ہوتی ہیں او
میدانِ بدر شریف روزِ قیامت تک کے لئے مہبط انوارِ الٰہی بنا ہُوا ہے اور عرفا کے
نزدیک یہ میدانِ مقدّس بہت سی باطنی خصوصیات کا حامل ہے۔ اس سلسلے میں
ایک اہم واقعہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ میاں محمد شا
چشتی ہوشیارپوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ ارشد فرید العصر حضرت میاں
علی محمد خان (پیر صاحب بسی شریف رحمتہ اللہ علیہ) کو ارشاد فرمایا تھا کہ جب
حرمین الشریفین کی حاضری نصیب ہو تو بدر شریف کی نورانیت سمیٹنے کے لئے وہاں ضرو
حاضری دینا اور وہاں کی خاک پاک سے اپنے جسم کو مس کرکے انوارِ رحمتِ الٰہی سے
فیض یاب ہونا۔ چنانچہ ۱۹۳۶ء میں حضرت فرید العصر نے میدانِ بدر میں حاضر ہو کر
اپنے مرشدِ پاک کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اس طرح کی کہ آپ نے اپنی قمیض اتار دی او
اس مقدس سرزمین پر لیٹ گئے۔

میدانِ بدر میں حاضر ہو کر بہرہ مند ہونا اولیاء کرام کا دستور رہا ہے۔ حضرت
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حالات و ملفوظات پر مشتمل کتاب
القول الجلی تصنیف شاہ محمد عاشق پھلتی، جسے ایک خاص ذہن رکھنے والوں نے
جان بوجھ کر اخفا میں رکھنے کی کوشش کی۔ اس کا ترجمہ ۱۹۸۸ء میں پہلی بار کاکوری،
(بھارت سے طبع ہوا ہے۔ جس کا مقدمہ حضرت زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ العالی
سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی قدس سرہٗ (دہلی) نے لکھا ہے۔
اس کا فارسی متن خود حضرت زید صاحب قبلہ نے ۱۹۸۹ء میں چھپوا کر جہاد عظیم کیا ہے
اس فارقِ حق و باطل کتاب میں تحریر ہے:۔

"نیز خود بدولت نے تحریر فرمایا کہ جب میں مدینہ منورہ جاتے وقت
شہدائے بدر کے مقابر پر زیارت کو گیا اور ان کی قبور کرامت ظہور

Marfat.com

کے مقابل کھڑا ہُوا، اچانک ان کی قبور سے لاتعداد انوارِ محسوسہ میری طرف ظاہر ہوئے۔ حتیٰ کہ میں متفکر ہوا کہ ان انوار کا ادراک بحسِ ظاہر کیا جائے گا یا بہ بصرروح (بچشمِ باطن) اور جب میں نے ان انوار کی حقیقت میں غور کیا تو یہ مکشوف ہُوا کہ وہ انوارِ رحمت تھے۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر بزرگوں کے مشاہدات کی روشنی میں اس کتاب کا مطالعہ نہائیت ہی ایمان افروز اور میدانِ بدر اور شہدائے بدر کی قبورِ مقدسہ کی حاضری کا نعم البدل ثابت ہوگا۔ ع

ذکرِ حبیب کم نہیں، وصلِ حبیب سے

اللہ تعالےٰ اس پاکیزہ کتاب کے فاضل مؤلف اور اسکے محترم ناشر کو اجر جزیل سے نوازے اور قارئین کرام کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

خاکِ راہِ درد مندان

محمد موسیٰ عفی عنہ

۴۔ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

ؔ[1] القول الجلی مترجم اُردو مطبوعہ کاکوری ص۱۷۔

Marfat.com

حرفِ آغاز

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

میں ابھی کمسن ہی تھا کہ والدِ گرامی نے (اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے) قرآنِ پاک پڑھایا اور سیرتِ طیبّہ کی لذّت سے آشنا کیا۔ وہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی نسبت سے میرا نام غلام سرور رکھا اور جس راستے کے وہ خود مسافر تھے' اس راستہ پر چلانے کے لئے میری تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ میں اعلیٰ دنیوی تعلیم حاصل کروں لیکن ابھی میں کالج میں پہنچا ہی تھا کہ والد مرحوم کو اللہ نے اپنے پاس بُلا لیا۔ ان کے بعد باوجودیکہ میرے لئے زندگی کا سفر بڑا دشوار ثابت ہُوا۔ پھر بھی والدہ محترمہ کی محبت نے اس سفر کو آسان بنانے میں میری بہت مدد کی۔ اعلےٰ تعلیم کے حصول اور فکرِ معاش کے ساتھ ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر رہا کہ میرے سینے میں جو شمع والدِ بزرگوار نے روشن کی تھی' وہ جلتی رہے۔ شکر ہے ربّ کریم کا کہ آج یہ کاوش "یوم الفرقان" سیدالمرسلین' رحمتِ تمام صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ لطف و عنایات کا نتیجہ بن کر سامنے آرہی ہے۔

Marfat.com

یوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ اقدس کا ہر پہلو حجت اور آپ کی حیاتِ طیبہ کا ہر لمحہ اُمتِ مسلمہ کے لئے چراغ و راہبر ہے۔ پھر بھی شمعِ رسالتؐ کے پروانوں نے سیرتِ کریمہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا، جس پر لکھا نہ گیا ہو لیکن ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ ہر لحظہ وقت کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں نئے نظریات اُبھرتے بھی ہیں، مٹ بھی جاتے ہیں لیکن ہادیٔ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرما دیا اور جو کر کے دکھا دیا، وہ برحق ہے، اسے دوام ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا۔ اس کے نئے نئے معانی سامنے آتے رہیں گے۔ "یوم الفرقان" سیرت پاکؐ کا ایک ایسا ہی باب ہے۔ اس کا نفسیاتی، تاریخی، عمرانی، اقتصادی، سیاسی معاشرتی، سائنسی، جمالیاتی، دینی اور انسانی، غرضیکہ کسی بھی پہلو کا تجزیہ کیجئے، معانی کا ایک دفتر کھل جائے گا۔ یہ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ جبھی تو قرآنِ حکیم نے اس دن کو "یوم الفرقان" کے نام سے پکارا ہے۔ جنگ ہو یا امن، رزم ہو یا بزم، واقعۂ بدر مسلمان کی زندگی کی مکمل تصویر پیش کرتا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کم سے کم الفاظ میں اس نقطۂ نظر کو بیان کر دوں۔ ہر قدم پر مجھے اپنی کم مائیگی کا بھی احساس رہا۔ لیکن یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کا اعجاز ہے کہ میں نے اس کام کو کرنے کا حوصلہ کیا۔

یہ اکتوبر ۱۹۸۸ء کی بات ہے کہ مجھے جناب حضرت صوفی ابو نصیر محمد نذیر غوری سہروردی مدظلہ العالی نے اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے کہا۔ میں تدریسی لحاظ سے انگریزی زبان و ادب کا طالب علم ہوں لیکن والد ماجد مرحوم و مغفور نے جو شمع دل میں روشن کی تھی اور میرے شیخِ مکرم نے جس کو جلا بخشی، اس کا تقاضا تھا کہ یہ بھٹکا ہوا آہو پھر سوئے حرم چلے، بھول پن میں ہاں کر دی۔

اِدھر میں نے کام کا آغاز کیا، اُدھر میرا امتحان شروع ہو گیا۔ ایسے واقعات

Marfat.com

پیش آسے کہ یکسوئی میسر نہ آسکی۔ جون ۱۹۸۹ء میں برٹش کونسل کے ایک پروگرام کے تحت انگلستان جانا ہُوا۔ خیال تھا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد پیرس میں جناب ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی صاحب سے ملاقات ہوگی اور واپسی پر مقام بدر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت حاصل کروں گا لیکن مجھے اچانک والدہ مکرمہ کی شدید بیماری اور بعد ازاں ان کی رحلت کی اطلاع ملی۔ بسرعت تمام وطن واپس آنا پڑا۔ والدہ میری زندگی کا محور تھیں۔ ان کی محبت میرا حوصلہ تھا۔ وہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھیں اور علم کی شیدائی تھیں۔ وہ ابا جان مرحوم کی طرح کثرت سے کلامِ پاک کی تلاوت کرتی تھیں اور فارغ وقت میں دینی کتابیں پڑھنے کی رسیا تھیں۔ اس کتاب کے مکمل ہونے سے پہلے ہی میری غیر حاضری میں ان کے سفرِ آخرت کا وقت آگیا۔ اس صدمہ نے میرے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔ میں اپنے بس میں نہ رہا تھا۔ اس کٹھن موڑ پر خدائے بزرگ و برتر کی مدد شاملِ حال ہوئی اور اکتوبر ۱۹۸۹ء میں "یوم الفرقان" آخری مراحل میں داخل ہوئی۔

اگر قارئین کرام کو اس تحریر میں سے کچھ پسند آئے تو یہ اس منبعِ ہدایت، نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے کرم و عنایات کا نتیجہ سمجھیے! اور اگر اس میں کوئی خامی نظر آئے اور یقیناً آپ میں بہت سی خامیاں ہوں گی، تو وہ میری اپنی ہیں، ان کی نشاندہی کر دیجیے گا تاکہ آئندہ ان کی اصلاح کر دی جائے۔

آخر میں، میں ہر اس دوست کا شکر گزار ہوں جو اس احسن کام میں ممد و معاون رہا۔

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ،

غلام سرور قریشی

لاہور، اکتوبر ۱۹۸۹ء

Marfat.com

اِنتساب

بحضور سرورِ دوعالم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

یوم الفرقان

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوں تو سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ وطاہرہ کا ہر ہر پہلو غور طلب ہے اور اپنے اندر معانی کا ایک سمندر لئے ہوتے ہے لیکن "یوم الفرقان" سیرت پاک کا وہ درخشاں باب ہے۔ جس کے بیان کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں۔

سیرت کی کتابوں میں اس یوم سعید کو غزوۂ بدر، جنگ بدر یا معرکۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے لیکن جو لذت اور جامعیت "یوم الفرقان" کے الفاظ مبارک میں پوشیدہ ہے، وہ کسی اور لفظ میں ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہ خالق ارض وسماء کا دیا ہوا نام ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ۔ ایمان رکھتے ہو اگر تم خدا پر اور اس پر جو ہم نے نازل کیا یوم الفرقان کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جس دن دونوں فوجیں مقابل ہوئیں۔ (سورۃ انفال آیت ۴۱)

اور حق تو یہ ہے کہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر بیان ناکافی اور ہر کتاب نامکمل کیونکہ قرآن خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل ترین سیرت ہے۔

یوم الفرقان ان تین سو تیرہ ۳۱۳ نفوس قدسیہ کی یاد دلاتا ہے جو ۱۷ رمضان المبارک

Marfat.com

۲ھ کو میدانِ بدر میں ہادیٔ برحق، ختم الرسل، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک ہزار کفار کے لشکرِ جرار کے مدِ مقابل ہوتے۔ وہ بھی کیا عجیب منظر ہو گا جب اتنی وسیع العریض دنیا میں توحید کی قسمت چند جانوں پر منحصر تھی۔ ہاں ہاں یہی وہ جاں نثار ہیں، یہی وہ سرفروش ہیں جن کے متعلق سید المرسلین حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ رب ذوالجلال میں کچھ یوں دعا کی تھی،

اللّٰھُمَّ انجزلی ما وعدتنی اللھم ان تھلک ھذا العصابۃ من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض۔

"اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا اس کو پورا کر، اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ختم ہو گئی، تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔"

جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ ادا کر رہے ہوں گے تو فضا جھوم رہی ہو گی۔ کائنات رقص کر رہی ہو گی اور کائنات کی ہر شے ان خوش قسمت انسانوں کے مقدر پر رشک کر رہی ہو گی۔ ان اصحابِ کبارؓ کے بخت کے کیا کہنے، جن کے متعلق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ اللہ سے مخاطب ہوں۔ ذرا غور فرمایئے۔ ہر لفظ مبارک اللہ اور اللہ کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی تصویر کھینچ رہا ہے۔ ایک طرف تو یہ واضح ہو رہا ہے کہ خدا کے لاڈلے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خالقِ کل کی طرف سے فتح و نصرت کی نوید پہلے سے مل چکی ہے۔ اس کے باوجود عجز اور بندگی کا یہ عالم ہے کہ معبود حقیقی کو اس کا وعدہ یاد دلایا جا رہا ہے انسانی سطح پر ہر ممکن ذرائع اور وسائل کو استعمال میں لایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف حق کی خاطر سپہ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لبیک کہنے والوں کا تخصیص کے ساتھ ذکر ہو رہا ہے کہ اگر آج تو نے ان حق پرستوں کو فتح سے ہمکنار نہ کیا تو بت پرست

Marfat.com

طعنہ دیں گے کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں۔ ذرا الفاظ مبارک کا دروبست اور ان میں پوشیدہ مفہوم پر غور کیجئے۔ ربِ کریم کی رحمت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے یقین کے ساتھ پکار رہے ہیں اور کتنے وثوق کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں کہ تو نے مجھے خاتم النبین بنا کر بھیجا ہے۔ یہ مجاہد، یہ تیرے نام لیوا، آوازۂ حق سنکر حق کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے آتے ہیں تو آج کے دن ان کی لاج رکھنا ورنہ تیری دنیا پر کفر کے تاریک بادل چھا جائیں گے۔ یہ محبت بھرے کلمات، یہ دعائے پُرسوز، یہ قلبِ اطہر سے نکلی ہوئی صدا ایک طرف مقامِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتی ہے اور دوسری طرف اصحابِ بدر رضوان اللہ علیہ تعالےٰ اجمعین کے ارفع و اعلیٰ مقام پر دلالت کرتی ہے۔ یہ دعائے جلیلہ ان کی ہے، جو اللہ کے حبیبؐ ہیں، ان کی ہے جنہیں معبودِ برحق نے چاہا اور ان کے لئے ہے جنہیں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا۔ مشرکینِ قریش کی نظر میں وہ عام سے انسان تھے جو ان کے مقابلہ میں کمزور اور نہتے تھے لیکن اس روز بدر کے میدان میں ثابت ہو گیا کہ وہ تاریخ عالمِ انسانی کے روشن ترین چراغ ہیں جنہوں نے انسانی معاشرے کو نئی سمت عطا کی۔

یوم الفرقان کسی جنگ یا معرکہ کا نام ہی نہیں بلکہ کچھ اور بھی ہے۔ اس کی بنیاد، اس کا نظریہ، اس کا مقصد، اس کا نصب العین دنیا کی جنگوں سے قطعاً مختلف ہے اس کے اسباب اور بنیادی محرکات بھی مختلف ہیں۔ یہ عسکری طاقت کی آزمائش نہیں بلکہ دو نظاموں کی جنگ تھی۔ اس کا منتہائے نظر فتنے کو اٹھانا، یا اٹھائے رکھنا اور آگے بڑھانا نہیں بلکہ اسے ختم کرنا تھا۔ اس کا مقصود اصحاب النار اور اصحاب الجنۃ کے درمیان خطِ متارکہ کھینچنا تھا۔

"یوم الفرقان" کفر اور اسلام میں حدِ فاصل کا نشان ہے۔ یہ دن کافر اور مومن کی پہچان بتلاتا ہے۔ یہ دن حق و باطل کے درمیان امتیاز واضح کرتا ہے۔ اس کا مرکزی نقطہ

Marfat.com

"ایمان وایقان" ہے۔ اور اس کے بنیادی مباحث انسانی زندگی کا تحفظ اور اس کی اہمیت ہے۔ اس کا مطالعہ بنیادی اقدارِ حیات کی تشریح کرتا ہے اور وہ انداز بیان کرتا ہے۔ جس میں وحی الٰہی اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز کے معنوں کا تعین ہوتا ہے اور جس کی عملی تفسیر اصحابِ بدر رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے اپنے اخلاص، فرماں برداری اور انضباط سے پیش کی۔ جس کی بنیاد خوف نہیں محبت ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دیوانہ وار محبت۔

ذرا غور فرمایئے یوم الفرقان میں کتنی عظیم اور اٹل حقیقتیں پوشیدہ ہیں۔ یہ روزِ سعید دینِ اسلام کی اساس ہے۔ یہ ان ایام میں سے ہے جسے کتاب اللہ نے "ایام اللہ" سے تعبیر کیا ہے۔ سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

"اور ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ بلاشبہ ان میں صبر و شکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

جب سے کائنات تخلیق ہوئی۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی انسانی قوت نے بے راہ روی اختیار کی اور پھر ظلم کے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تو مشیت الٰہی جوش میں آئی جب سرپھرے قوت کے نشہ میں بالکل چور ہو گئے تو اللہ نے کچھ ایسے انسانوں کا انتخاب کیا جنہوں نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ ان کے قلوب کی حرکت نے ان کے دست و پا میں بھی جنبش پیدا کر دی۔

"ایام اللہ" تاریخ عالم انسانی پر نقش دوام ہیں۔ ان ایام میں اس ازلی اور ابدی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ جب خدائے بزرگ و برتر نے عام فارمولوں سے ہٹ کر اپنے خاص نام لیواؤں کو اپنے خاص انعام و اکرام سے نوازا۔ کبھی تو آتش نمرود سیدنا ابراہیم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے گل وگلزار بن جاتی ہے. کبھی قلزم کا پانی سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے حق پرست ساتھیوں کے لئے گذرگاہ کا کام دیتا ہے لیکن سرکش فرعون اور اس کی فرعونی سپاہ کے لئے پانی کی موجیں پھر آپس میں مل جاتی ہیں اور انہیں غرق کردیتی ہیں. غرضیکہ ایسی بہت سی ساعتیں گزری ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں کہ جب بظاہر حالات واسباب کچھ اور تھے لیکن نتائج قطعاً غیر متوقع برآمد ہوتے. کچھ یہی حال بدر کے میدان میں پیش آیا. ایک جانب آہن میں ملبوس اور تعداد میں تین گنا مشرکینِ مکہ اور دوسری جانب مہاجرین وانصار پر مشتمل تین سو تیرہ سرفروش جن کے پاس سواریاں اور اسلحہ بھی برائے نام تھا لیکن ملاحظہ ہو آج باطل کا دل فولاد کے پیراہن کے نیچے بھی کانپ رہا تھا کیونکہ دوسری جانب ایمان کی حرارت اور تشنگیِ شہادت مسلمانوں کے ہتھیار تھے.

میدانِ بدر کا انقلاب ایک عالمگیر انقلاب تھا. اس نے تاریخ انسانی کا رُخ موڑ دیا. اس نے پہلے جزیرۃ العرب میں اور بعدازاں دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی صداقت کا سکہ بٹھا دیا اور یہ واضح کردیا کہ اسلام اور کفر میں کیا امتیاز ہے اور دراصل جینے کا حق دونوں میں سے کس کو ہے. ظالم و سرکش کو یا اس کو جس نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا. چاہے وہ کمزور و بے بس ہی کیوں نہ ہو. اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ ربّ العزت نے اہلِ ایمان پر اس انعام کا سورۃ آلِ عمران کی اس آیت مبارکہ میں یوں ذکر کیا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ط

"اور خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم ازحد کمزور تھے."

Marfat.com

پسِ منظر

۲

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی مکہ میں رہے۔ ارضِ مکہ کی ایک ایک کنکری مسلمانوں کو ٹھوکر لگاتی تھی. ذرا تصور تو کیجئے کہ کلمۂ حق ادا کرنے کی پاداش میں کون سا ظلم تھا جو مسلمانوں پر روا نہ رکھا گیا ہو. مکہ میں ان سے سب کچھ چھینا گیا۔ حتیٰ کہ جینے کا حق بھی چھینا گیا. دہکتی ہوئی ریت، چمکتی ہوئی تلواریں کھینچی ہوئی کمانیں اور تنے ہوئے نیزے ان کے تعاقب میں رہتے تھے۔

حضرت بلالؓ، امیہ بن خلف، رئیس مکہ کے غلام تھے. جب امیہ نے ان کے مسلمان ہونے کی خبر سنی، تو آپے سے باہر ہو گیا اور ان کے گلے میں رسی ڈال کر بازاری لڑکوں کے ہاتھ میں دی کہ ان کو پہاڑوں پر گھسیٹتے پھرو، یہ سزا ختم ہوئی تو ان کو وادی مکہ کی گرم ریت پر لٹایا گیا اور تپتے ہوتے پتھر سینے پر رکھے گئے۔ یہ عمل ہفتوں جاری رہا۔ بالآخر حضرت ابو بکرؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر لیا۔

حضرت خبابؓ بن الارت بھی ایک غلام تھے۔ وہ مسلمان ہوئے تو گھر والوں نے زمین پر انگارے بچھا کر ان کے اوپر لٹا دیا۔ ایک شخص سینے پر پاؤں رکھے رہا کہ کروٹ نہ

Marfat.com

بدلنے پائیں۔ یہاں تک انگارے بجھ گئے۔ حضرت ابو فکیہہؓ کے سینے پر اتنا بھاری پتھر رکھا گیا کہ ان کی زبان نکل پڑی۔ حضرت زبیرؓ اسلام لائے تو ان کے چچا نے چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیا۔ حضرت سعید بن زیدؓ رسیوں میں جکڑ دیئے گئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو ان کی والدہ نے گھر سے نکال دیا۔ یہ ایک نہایت دولت مند گھرانے کے فرزند تھے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو آگے پیچھے غلام چلتے تھے۔ قیمتی پوشاک پہنتے تھے مگر داخلِ اسلام ہونے کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی کہ بدن پر صرف ایک کمبل ہوتا تھا جسے کانٹوں سے اٹکا لیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مصائب کی شکایت کی کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے مدد نہیں مانگتے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا[1] "گذشتہ قوموں میں ایسے راسخ العزم لوگ گزرے ہیں کہ زمین میں گڑھے کھود کر انہیں ڈال دیا جاتا تھا۔ پھر آرے سے ان کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے بدن پر چلائی جائیں جو ان کی رگوں کو ہڈیوں سے الگ کر دیتی تھیں۔ تاہم یہ آزمائش بھی ان کو حق و صداقت سے باز نہ رکھ سکی۔ خدا کی قسم! اسلام اس قدر کامل اور غالب ہو گا کہ ایک سوار یمن سے حضر موت تک اس طرح چلا جائے گا کہ خدا کے سوا اس کو کسی چیز کا ڈر نہ ہو گا۔"

نبی برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ مبارک سے صحابہ کرامؓ کو سکون و قرار آ گیا۔ خدائے واحد کی نصرت و تائید اپنے حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی نصرتِ ربانی سے معمور ہو کر آپؐ نے کلمہ گویانِ حق کو صاف الفاظ میں خوشخبری سنائی کہ آج ظلم و جبر کے پتھروں کو اٹھا لو، کل تمام تمہارے احسان کا بوجھ اٹھانے کی کوشش

---

[1] صحیح بخاری۔

Marfat.com

کریں گے لیکن پھر بھی نہ اٹھا سکیں گے۔

جب مکہ کی فضا مسلمانوں پر مزید تنگ ہوئی اور قریش کے مظالم کی انتہا ہو گئی تو حکمِ الٰہی آ پہنچا کہ اب اللہ کی خاطر اپنے گھر بار، اپنے وطن کو چھوڑ دو۔ مسلمانوں نے یہ سب کچھ چھوڑنا گوارا کر لیا لیکن اس کو نہ چھوڑا۔ اوّل اوّل ہجرت ملک حبش کو ہوئی۔ پھر یثرب مسلمانوں کا مسکن قرار پایا۔ کشاں کشاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اپنے "یارِ غار" کی معیت میں یثرب پہنچ گئے۔ جسے اب مدینہ النبیؐ کہلانے کا شرف حاصل ہوا اور یوں مدینہ میں اسلامی ریاست کی داغ بیل رکھی گئی۔

ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ بدر تک کا زمانہ تقریباً انیس[19] ماہ پر محیط ہے۔ اس دوران آپؐ نے مسلمانوں کو مستحکم بنیادوں پر منظم کیا۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہ، مشہور محققِ اسلام، آپؐ نے یہ ساری مدت خاموش تیاری اور تنظیم میں صرف کی کیونکہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایڈمنسٹریشن کی ایک منظم صورت تھی لیکن اس کے برعکس مدینہ میں کوئی منظم حکومت اور مرکزی قیادت نہ تھی۔ یہاں کے باشندے اوس اور خزرج بارہ[12] قبیلوں میں اور یہودی دس قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر قبیلے کا الگ الگ راج تھا۔ ایسے حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ہر گروہ کے جائز حقوق متعین کیے، اپنی توسیع کے لئے طاقت کو مجتمع کیا اور اسلامی ریاست کی بنیاد واضح خطوط پر استوار کی اور جس طرح آپؐ نے اجنبی ماحول کے باوجود متضاد عناصر کو چند ہی ماہ میں ایک سیاسی وحدت بنا دیا۔ وہ بذاتِ خود ایک علیحدہ بیان چاہتا ہے۔

مکہ میں رہ کر آپؐ کے دشمن صرف مشرکینِ قریش تھے لیکن مدینہ منورہ میں یہودیوں اور منافقوں کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ یہ انتہائی نازک دور تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی اقدام کیے۔ داخلی تنظیم کے

87/12

Marfat.com

سلسلہ میں مواخات کے ذریعے ایک مہاجر اور ایک انصاری میں بھائی بھائی کا رشتۂ اخوت قائم کر دیا۔ جس سے بھائی چارے کی ایسی فضا پیدا ہوئی کہ انصار و مہاجرین کو ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ دنیا کی کوئی متمدن اور ترقی یافتہ سوسائٹی آج تک ایسی سپرٹ کا نمونہ پیش نہیں کر سکی۔ یہاں تک کہ ایک انصاری کے فوت ہونے پر اس کے مہاجر بھائی کو ترکہ میں سے حصّہ ملتا۔ گو یہ دستور جنگ بدر تک قابلِ عمل تھا۔ اس کے بعد چونکہ اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اسے ختم کر دیا گیا۔

خارجی طور پر اپنے آپ کو مستحکم کرنے کے لئے قرب و جوار کے قبائل سے معاہدے کئے اور نہایت قلیل مدت میں مسلمانوں کو ایک متحرک جنگی قوت میں بدل لیا۔ مدینۃ النبی کو حرم یعنی شہرِ امن قرار دیا گیا اور گرد و نواح میں وقتاً فوقتاً گشتی ٹیمیں بھیج کر معلومات اکٹھی کیں اور قریش کے تجارتی قافلوں کو ہراساں کرنے کے لئے مختلف اوقات مہاجرین کے دستے روانہ کرنے شروع کر دیتے۔ سریۂ حمزہؓ، سریہ عبیدہؓ بن حارثؓ، سریہ سعد بن ابی وقاصؓ۔ یہ مہمات اسی مقصد کے تحت روانہ کی گئیں۔ غزوۂ الواء اور غزوۂ بواط بھی اس سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ان میں کوئی کشت و خون نہیں ہوا۔

ان تمام اقدامات سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور رسی، فہم و فراست اور تدبر کا درس ملتا ہے۔ آپؐ کی نگاہِ نبوت نے دیکھ لیا تھا کہ مشرکینِ مکہ آپؐ کو اور آپؐ کے رفقاء کو مدینہ میں چین نہیں لینے دیں گے۔ ان کی ذاتی دشمنی، بدخواہی اور حسد سے آپ خوب واقف تھے۔ یہودیوں سے آپؐ کے معاہدے کی شقوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قریش کی جارحیت شدید تھی۔ مزید براں قریشِ مکہ کو یہ کیسے گوارا تھا کہ جن راستوں سے ان کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ وہاں انہیں کوئی مزاحمت در پیش ہو۔ نئے معاہدوں کی رُو سے قریش کے تجارتی قافلوں کے گزرنے کے لئے اب حکومتِ مدینہ کی اجازت ضروری ہو گئی۔ اس سے اہلِ مکہ کی تجارت کا راستہ تنگ

Marfat.com

دیکھ کران پر یہ کاری ضرب لگی. گویا اب قریش کی معاشی رگ مدینہ کے پنجے میں تھی. اس پر وہ بلک اٹھے۔

معرکۂ بدر سے پہلے حضرت سعد بن معاذؓ جو مدینہ میں قبیلۂ اوس کے سردار تھے، عمرہ کے لئے مکہ گئے۔ چونکہ امیہ بن خلف سے ان کی پرانی دوستی تھی۔ آپ اس کے ہاں ٹھہرے۔ جب وہ اس کی معیت میں بیت اللہ کا طواف کرنے لگے تو ابو جہل بھی وہاں آنکلا۔ اس نے امیہ سے پوچھا۔ تمہارے ساتھ کون ہے ؟ امیہ نے جواب دیا کہ مدینہ کے سعد ہیں۔ ابو جہل اس پر بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ تم ان بے دینوں کو پناہ دو۔ پھر وہ حضرت سعدؓ سے مخاطب ہوا کہ " اگر آج تم امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو زندہ بچ کر نہ جاتے "۔ اس پر حضرت سعدؓ کا جواب سن کر اس کے طوطے اڑ گئے۔ آپ نے جواب میں کہا۔ " اگر تم ہمیں کعبہ کے طواف سے روکو گے، تو ہم شام کی طرف تمہارے تجارتی قافلوں کو روک سکتے ہیں "۔

سچ تو یہ ہے کہ قریش کے تجارتی قافلوں کے یمن کے راستہ پر تو انہیں کوئی پریشانی نہ تھی لیکن جو قافلے عراق، مصر اور شام کو جاتے تھے۔ وہ ان کے لئے سخت بے چین تھے کیونکہ انہیں مدینہ کے نواحی علاقوں میں سے گزرنا ہوتا تھا۔ ان تجارتی راستوں سے گزر کر وہ مشرق وسطےٰ کی منڈیوں تک پہنچتے تھے۔ یہ منڈیاں اس وقت بین الاقوامی تجارت کا مرکز تھیں۔ یہاں نہ صرف اشیاء کی مختلف مصنوعات کی خرید و فروخت ہوتی بلکہ یہاں سے تمام سامان یورپ اور افریقہ کو بھیجا جاتا تھا۔ یہ تجارتی راستے ان کی اقتصادی قوت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ مکہ کو یہ احساس دلادیا کہ ان کی یہ ریڑھ کی ہڈی اب مدینہ کی زد میں ہے۔ اس کاری ضرب نے مشرکین مکہ کو چونکا کر رکھ دیا۔ مشرکین کی آنکھ

Marfat.com

ہیں مسلمان کھٹکتے تو پہلے دن سے تھے کیونکہ وہ دنیا کے واحد دینی پیشوا تھے اور اس طرح سے ان کو عرب کے معاشرہ میں ایک بلند مقام حاصل ہو گیا تھا۔ ایک خدا کے تصور سے ان کے عقائد ملیامیٹ ہو رہے تھے اور جو وجاہت و حشمت انہیں حاصل تھی، وہ خاک میں مل چکی تھی۔ اب ان کو اپنی دولت، جس کا بڑا ذریعہ تجارت تھی، ہاتھ سے جاتی ہوئی نظر آئی۔ نگاہِ پیغمبر نے دیکھ لیا تھا کہ ایسے حالات میں مشرکین مکہ لازماً طاقت کے استعمال کا سوچیں گے بلکہ اگر حقائق کو سامنے رکھا جائے، اور قریش کی ذہنیت کا مطالعہ کیا جائے تو صاف محسوس ہو گا کہ اصل میں مکہ سے مدینہ کا تاریخی سفر غزوۂ بدر کا آغاز ہے۔ گویا یہ حقیقت کسی سے چھپی نہ تھی کہ اسلامی مرکز کا مکہ سے مدینہ منتقل ہونا مشرکینِ عرب کے لئے ایک کھلا چیلنج تھا۔ یہ بات پہلے ہی بیعتِ عقبہ سے واضح ہو چکی تھی۔ جب اسلام کی سیاسی زندگی کا اصل سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس وقت انصار آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے تو ایک انصاری ابوالہیثم بن التیہان نے کہا تھا۔

"بھائیو! جانتے ہو کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ یہ عرب و عجم میں اعلانِ جنگ ہے۔"

آنے والے واقعات نے ثابت کیا کہ آپ کا اندازہ کس قدر صحیح نکلا۔ اس تمام صورتِ حال کے پیش نظر آپؐ نے پیش بندی کے طور پر قریشِ مکہ کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے مکہ میں نامہ نگار مقرر کیا اور جنگ بدر سے پہلے دو دفعہ بذاتِ خود مدینہ سے بدر تک کے علاقہ کا فوجی لحاظ سے مطالعہ کیا۔

نیز رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ذہنوں پر نقش کر دیا کہ طاقت کا ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ یہ مسلمہ اصول ہے کہ کمزور قومیں ہمیشہ ظالم اور اپنے سے زیادہ طاقت ور ملکوں کے ہاتھوں مٹ جاتی ہیں۔ آپؐ کے تمام اقدامات سے

Marfat.com

یہ پیغام واضح ہے کہ اگر تم امن چاہتے ہو تو جنگ کے لئے تیار رہو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انا نبی الرحمۃ و انا نبی الملحمۃ [۱]

"میں رحمت کا بھی نبی ہوں اور جنگ کا بھی نبی ہوں۔"

قریش مکہ بھی مسلمانوں سے غافل نہ تھے۔ انہوں نے ہجرت کے پہلے سال مدینہ پر حملہ نہ کیا لیکن اب مسلمانوں کا اثر و نفوذ دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتے تھے۔ کہ ایک نہ ایک دن اسلام کا پودا ایک ایسا تناور درخت بن جائے گا۔ جس کی شاخیں سارے عرب پر چھائی ہوں گی۔ ان کے اضطراب کی انتہا نہ تھی کہ کل جو ان کے جور و ستم کا نشانہ بنتے تھے، آج نئے انداز سے عرب کے افق پر ابھرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ انہیں یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مدینہ اسلام کا مرکز بن جائے۔ چنانچہ کفر اس کو مٹانے پر تل گیا لیکن جاہلی قیادت بے چین تھی کہ اسلام کی قوت سے ٹکر لینے کے لئے کون سا بہانہ تلاش کیا جائے۔

اپنے ناپاک ارادوں کے اظہار کے لئے قریش اِکّا دُکّا مسلمانوں سے چھیڑ خانی کرنے لگے۔ مکہ میں تو قریش مسلمانوں کی ایذا رسانی میں مصروف تھے ہی لیکن مدینہ میں پہنچ کر بھی مسلمان کفار کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہ رہے۔ کبھی مویشی لے جاتے، کبھی کوئی اور نقصان پہنچا جاتے [۲]

---

[۱] مسند امام احمد بن حنبلؒ

[۲] ربیع الاول ۲ھ میں مکہ کا ایک سردار کرز بن جابر فہری چند آدمیوں کو ساتھ لے کر مدینہ پہنچا اور شہر کے باہر میدان میں چرتے ہوئے مویشیوں کو لوٹ کر صاف نکل گیا۔

Marfat.com

مدینہ میں آنے کے مدت بعد تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگ جاگ کر بسر کرتے تھے۔ صحیح نسائی میں ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اول جب مدینہ میں آئے تو راتوں کو جاگا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم صبح تک ہتھیار باندھ کر سوتے تھے۔

مسلمانوں کے قیامِ مدینہ کے اسی اوّلین دور میں کفارِ مکہ نے مدینہ کے رئیس اور منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کو حسبِ ذیل خط لکھا تھا:

"تم نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ یا تو تم ان کو قتل کر ڈالو یا شہر سے نکال دو ورنہ ہم سب اکٹھے ہو کر تم پر حملہ کر دیں گے اور تمہیں ملیامیٹ کر کے تمہاری عورتوں پر قبضہ کر لیں گے۔[1]"

یہ منافق عبداللہ بن ابی شہر کے دو بہت بڑے قبیلوں اوس اور خزرج کا سردار تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں ورود سے پہلے وہ بادشاہ بننے کے پروگرام بنا چکا تھا۔ آپ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد اور خاص طور پر "میثاقِ مدینہ" کے بعد جسے ڈاکٹر حمید اللہ دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیتے ہیں۔ اس کا یہ سہانا سپنا خاک میں مل گیا۔ وہ بظاہر مسلمان تو ہو گیا لیکن منافقت کا کینہ دل ہی دل میں پالتا رہا اور اسی سفلی جذبہ نے اسے آخر رئیس المنافقین بنا دیا۔

جونہی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خط کی اطلاع ہوئی تو آپ مخالفوں کے مجمع میں جو قریش کے داؤ میں آچکے تھے اور مسلمانوں کے خلاف برتو رہے تھے بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے اور ان سے یوں مخاطب ہوئے:

---

[1] سنن ابی داؤد جلد ۲۔

Marfat.com

"تمہارے لئے اب دو راستے ہیں۔ یا قریش کی دھمکی کے مطابق مسلمانوں سے جنگ کرو یا پھر قریش کے مقابلہ کے تیار ہو جاؤ۔ اگر مسلمانوں سے لڑائی کرو گے، تو تم اپنے ہاتھوں اپنے بھائیوں اور بچوں کو جو مسلمان ہو چکے ہیں، قتل کرو گے اور اگر قریش کی دھمکی میں نہ آئے تو پھر قریش سے جنگ تمہارے لئے غیروں سے مقابلہ ہوگا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکمت اور تدبیر ان کے دل میں گھر کر گئی اور تمام مجمع منتشر ہو گیا اور عبد اللہ بن ابی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا لیکن سرداری اور افسری کے ضائع ہو جانے کے دکھ کو کبھی نہ بھولا اور تاریخ میں ایک مستقل مخالف کردار بن کر ابھرا۔ جس کی تشریح قرآن مجید نے پارہ اوّل کے دوسرے رکوع میں تفصیل کے ساتھ ریکارڈ کی ہے۔

قبائل اوس و خزرج کے علاوہ قریش نے با اثر یہودیوں سے بھی ساز باز شروع کر دی۔ حالانکہ یہود معاہدہ کی بنا پر پابند تھے لیکن ان میں کچھ بھی دیکھ کر کفار کی کچھ امید بندھی اور انہوں نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا کہ

"کہیں مغرور نہ ہو جانا کہ مکہ سے بچ کر نکل آئے۔ ہم یثرب میں پہنچ کر تمہیں تہس نہس کر دیں گے۔"

مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے مابین یہ سرد جنگ مکمل ایک سال تک جاری رہی۔ اس کی ابتدا رمضان ۱ھ میں ابو جہل کی قیادت میں، وہ قافلہ جو شام سے آرہا تھا۔ اس کی مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور اس کی انتہا اس معرکہ بے مثال پر ہوئی جو اس تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے وقوع پذیر ہوا جو ابو سفیان کی قیادت میں شام سے آرہا تھا اور جس کی آمدنی مسلمانوں سے جنگ کرنے اور ان کو ختم کرنے میں خرچ کی جانی تھی۔

Marfat.com

اُدھر ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارا کٹھن زمانہ مہاجرین کی آبادکاری، معاشرے کی تعمیر اور دفاع کی تیاری میں صرف کیا اور وہ تمام ضروری اقدامات اختیار کئے، جو منصوبہ بندی، عسکری تربیت، خارجہ پالیسی اور کردار سازی سے متعلق تھے اور جن کا ذکر اجمالاً گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

Marfat.com

اذنِ قتال

۳

ہجرت سے قبل بیعت عقبہ ثانیہ کے وقت مدینہ کے بہتر[۲] انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کر رہے تھے۔ آپ[۴] نے ان سے یہ دریافت کیا تھا کہ اگر میں تمہارے پاس مدینہ آبسوں تو تم میرے اور میرے رفقاء کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ انصار نے جواب دیا کہ اس کا بدلہ انہیں کیا ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کی خوشنودی۔ اس پر ان اصحاب نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کہیں بعد میں آپ ہم کو چھوڑ کر واپس مکہ تو نہ چلے جائیں گے"۔

اس پر آپ نے انہیں فرمایا تھا۔

"نہیں، تمہارا خون میرا خون ہے۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہوگا"۔

حضرت عباس[رض]، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جو ابھی اسلام نہ لاتے تھے۔ اس موقعہ پر بولے کہ:

Marfat.com

"یہاں محمدؐ اپنے خاندان میں محفوظ ہیں۔ اگر اب وہ تمہارے پاس جانا چاہیں تو ان کا پورا ذمہ لیتے ہو تو درست! ورنہ ابھی جواب دے دو۔"

انصار نے جواب دیا:

"ہم لوگ تلواروں کے سائے میں پلے ہیں۔"

یہ سارا منظر قریش کا ایک آدمی چھپ کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے قبیلہ کو جب اس پر مطلع کیا اور کہا:

"بھائیو! ہمارے خلاف جنگ کا پروگرام بن رہا ہے۔"

اس پر انصار کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے آپؐ سے اجازت چاہی کہ وہ قریش کو اپنی تلواروں کا مزہ چکھا دیں لیکن رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں، مجھے لڑنے کا حکم نہیں ہے۔ ان کی بات کی طرف توجہ نہ دو۔"

چنانچہ جب تک آپؐ مکہ میں رہے، آپ کو حرب و قتال کی اجازت نہ تھی، لیکن ہجرت کے دوسرے سال بارہ صفر کو رحمت تمام صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت مل گئی اور اس سلسلہ میں جو سب سے پہلے وحیِ حق نازل ہوئی۔ وہ یہ ہے:

"ان لوگوں کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے جن سے کفار کی طرف سے جنگ کی جاتی ہے۔ بدیں وجہ ان پر بہت ظلم ہوا ہے۔ بلاشبہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔"

(سورۃ الحج ۳۹۔۴۰)

ابتداً مسلمانوں کو مشروط جنگ کی اجازت تھی جیسا کہ سورۃ بقرآیت مبارکہ نمبر ۱۹ میں ارشاد ہے:

Marfat.com

"اور اللہ کی راہ میں لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو۔ زیادتی کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور مارو ان کو جہاں پاؤ ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکال دیا اور فتنہ و فساد کرنا قتل سے بھی بدتر ہے اور نہ لڑو ان سے جب تک وہ نہ لڑیں تم سے نزدیک مسجد حرام کے اور اگر وہ لڑیں تم سے تو ان کو مارو، یہی سزا ہے منکروں کی۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور لڑو ان سے جب تک نہ باقی رہے فساد اور رہے حکم اللہ کا۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلہ ہے۔ پھر جس نے زیادتی کی تم پر، اس پر زیادتی کرو جیسے اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔"

اس اذن کے بعد حق و باطل کی قوتوں کے درمیان تلوار کے ساتھ جہاد، یعنی جہاد بالسیف کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ جب کفر کی سازشیں حد سے بڑھ گئیں اور ان کی ناپاک نظریں مدینہ کی طرف اٹھنے لگیں تو حکم الٰہی آن پہنچا کہ مسلمانو! اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا، جب تک کفر ہتھیار نہ ڈال دے۔ یہی معرکۂ بدر کا نقطۂ آغاز ہے۔

Marfat.com

نقطہ آغاز

(۴)

قریش کی نقل و حرکت کی تحقیق کے لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب ۲ھ میں حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں گیارہ مہاجرین کے دستہ کو نامعلوم مقام کی طرف روانہ کیا جس میں سمت تو بتا دی لیکن مہم کے مقصد کو صیغہ راز میں رکھا۔ ساتھ امیر دستہ کو ایک بند خط دیا اور فرمایا۔ اسے دو دن بعد کھولنا۔

راستہ میں ان کے ایک ساتھی حضرت سعد بن ابی وقاص کا اونٹ گم ہو گیا۔ یہ اور ان کے ایک ساتھی عقبہ بن غزوان دونوں اونٹ کی تلاش میں مقام فرع پہ ٹھہرے لیکن بعد میں راستہ بھول گئے اور اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ باقی ساتھی آگے روانہ ہو گئے۔

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دو دن کی مسافت کے بعد مکتوب کھولا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ نخلہ (مدینہ اور طائف کے درمیان ایک مقام) جاؤ اور وہاں سے قریش کی کاروائیوں یا ان کی نقل و حرکت کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرو۔ اور فوراً مجھ تک پہنچاؤ لیکن اپنے ساتھیوں کو اس مہم میں شامل رہنے کا رضاکارانہ اختیار

Marfat.com

دو۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے ایسا ہی کیا لیکن شوقِ شہادت کی بنا پر کوئی بھی واپس نہ ہوا۔

جب یہ دستہ نخلہ پہنچا تو شام کے وقت ان کی قریش کے چھوٹے سے قافلہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ انہوں نے قافلے میں شامل عمرو بن الحضرمی، مغیرہ کے دو پوتے نوفل بن عبداللہ، عثمان بن عبداللہ، اور ابوجہل کے باپ ہشام بن مغیرہ کے آزاد کردہ غلام الحکم بن کیسان پر حملہ کر دیا۔ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی نے الحضرمی کو ہلاک کر دیا۔ یہ پہلا مقتول تھا جسے مسلمانوں نے قتل کیا۔ باقی تین بھاگ کھڑے ہوتے۔ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان پکڑے گئے۔ مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کے سامان تجارت پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش نے مالِ غنیمت سے خمس نکال کر باقی مال آپس میں بانٹ لیا۔ مدینہ واپس پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا اور خمس بھی پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حرمت کے مہینے میں لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا اور خمس لینے سے بھی انکار کر دیا۔

یہ واقعہ رجب کی آخری تاریخ میں ہوا اور اس کو قریشِ مکہ، مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں نے خوب اچھالا کہ مسلمان حرمت کے مہینے میں بھی قتل و غارت سے باز نہیں رہتے۔ آپ کی طبیعت پر اس واقعہ کا بوجھ پڑا اور آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم اور قیدیوں کے معاملہ کو التوا میں ڈال رکھا۔ حتیٰ کہ حق تعالیٰ کا فرمان آ پہنچا:

> " اے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ ماہِ حرام کے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اس میں لڑنا کیسا ہے! فرما دیجیے کہ اس میں جنگ کرنا بُری بات ہے لیکن لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنا اور اللہ کا انکار کرنا اور مسجدِ حرام میں جانے نہ دینا۔ نیز وہاں کے باشندوں

Marfat.com

کو وہاں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بُرا ہے اور
فتنۂ قتل سے بھی بڑھ کر ہے[1]۔"

اس وحی کے آنے کے بعد آپؐ نے خمس بھی قبول فرمایا اور باقی مالِ غنیمت کو بھی تقسیم کر دیا اور اس طرح قرآن پاک کے جواب نے یہود اور منافقین کے جھوٹے پراپیگنڈے کو بے نقاب کر دیا۔

دریں اثنا حضرت سعدؓ اور حضرت عتبہؓ جو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے تھے۔ واپس مدینے پہنچ گئے۔ آپؐ نے فدیہ لے کر دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ عثمان بن عبداللہ واپس مکہ چلا گیا اور وہیں بحالتِ کفر مرا لیکن حکم بن کیسان ایمان لے آئے اور مدینہ ہی میں رہے۔ آپ نے بیرِ معونہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی کا خون بہا ادا کر دیا۔ یہ مہینے کی حرمت کی وجہ سے تھا۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی یہ مہم نہایت اہم واقعہ ثابت ہوئی۔ معرکۂ بدر کا سلسلہ اسی واقعہ سے وابستہ ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ اور اہلِ ایمان کے درمیان جتنے معرکے ہوئے تمام کا سبب یہی واقعہ ہے[2]۔ لیکن اگر واقعات کا صحیح تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محض قریش کا ایک بہانہ تھا ورنہ کفر کا اصل روگ تو کچھ اور ہی تھا اور وہ تھا مدینہ سے مکہ کی شامی تجارت کو خطرہ جو ان کا مایۂ غرور تھا۔ شروع شروع میں قریش نے ساحل کے متوازی راستے اختیار کئے لیکن یہ اقتصادی لحاظ سے نفع بخش نہ تھے۔ مدینہ کا اسلامی مرکز بننے سے اہلِ مکہ کی تجارت کا راستہ تنگ ہوگیا۔ تجارت ان کی دولت و ثروت کا ذریعہ تھی اور دولت گئی تو ان کا سیاسی وقار ختم ہو جائے گا۔ یہ غم ان کو ہلکان کر رہا تھا۔ اسی دولت اور

---

[1] سورۂ بقرآیت ۲۱۷۔ ، [2] طبری۔

Marfat.com

خاندانی وجاہت کی خاطر انہوں نے تین سو ساٹھ ۳۶۰ معبود بنا رکھے تھے۔ اس لئے انہوں معبودِ برحق جل شانہ' کا نعرہ بلند کرنے والے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کے خلاف جنگ کرنے کا پروگرام بنالیا اور اس پروگرام کو عملی شکل دینے کے لئے انہوں نے ابوسفیان کی سرکردگی میں جو بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ قریشی سردار تھے۔ ایک قافلۂ تجارت شام کو بھیجا تاکہ جو نفع کثیر اس سے حاصل ہو' اس سے وافر سامانِ جنگ کا بندوبست کرکے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی جاتے۔

اس قافلۂ تجارت کے لئے مشرکینِ مکہ نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ حتیٰ کہ ایک بڑھیا نے بھی اپنی معمولی پونجی اس خدمت کے لئے پیش کردی یہ قافلۂ تجارت ۲ھ ماہ شعبان میں شام روانہ ہوا اور چالیس، بعض روایات میں ستر، محافظین اس کے ساتھ کئے گئے کیونکہ اس میں قریباً پچاس ہزار اشرفیوں کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔

Marfat.com

یوم الفرقان اور ماہِ رمضان

۵

یوم الفرقان یعنی حق و باطل میں فرق اور امتیاز کے دن کا اور ماہِ رمضان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس عظیم دن سے پہلے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو قریباً قریباً ہر منزل سے گزار چکے تھے۔ جب اسلام ان کے مزاجوں میں پوری طرح رچ بس گیا اور اطاعت کا درجہ عشق پر پہنچ گیا تو اللہ تعالےٰ کا ایک اور حکم آ پہنچا کہ تم پر روزے فرض کر دیتے گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا:

"اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو۔ تم پر روزے فرض کر دیئے گئے۔ جس طرح سے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔" (سورۃ بقر آیت ۱۸۳)

روزہ وہ ٹریننگ تھی جس سے ضبطِ نفس پیدا ہوتا ہے۔ یہ ملٹری ٹریننگ کا ایک لازمی جزو ہے۔ چونکہ حق و باطل کا ٹکراؤ مستقبل میں قریب تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یہ نکتہ بھی واضح کر دیا کہ یوم الفرقان، ماہِ رمضان میں آئے گا اور یہ ماہِ رمضان ہی ہے جس میں فرقانِ حمید، نازل ہوا جو حق و باطل، روشنی و تاریکی اور ہدایت اور گمراہی

Marfat.com

کا فرق صاف کھول کر بتاتا ہے

مزید ارشادِ الٰہی ہوا :

" رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں ہدایت کے لئے واضح نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو ایک دوسرے سے الگ کرنے والا ہے۔"

(سورۃ بقرآیت ۱۸۵)

جس طرح ربِ جلیل نے قرآنِ عظیم کو فرقان کے اسمِ پاک سے پکارا معرکۂ حق و باطل کو یوم الفرقان کہا۔ جس سے تین ہفتے پہلے روزے فرض ہوئے

Marfat.com

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

۶

معرکۂ بدر سے قبل تقریباً سات مرتبہ مسلمانوں کو اطلاع ملی کہ قریشی قافلہ گزر رہا ہے اور وہ اس کو روکنے کے لئے گئے لیکن ہر دفعہ قافلہ ان کے ہاتھ سے بچ نکلا لیکن کوششیں جاری رہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برابر گشتی ٹیمیں بھیجتے رہے اور دوسری ممکن تدابیر اختیار کرتے رہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ابو سفیان کے اس قافلہ کی شام کو روانگی کی اطلاع بھی رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مل چکی تھی۔ پیشتر اس کے کہ مالِ تجارت مسلمانوں کے خلاف استعمال ہو اور دشمن طاقت ور سے طاقت ور تر ہو جائے، آپ نے جارحانہ مدافعت (OFFENSIVE DEFENCE) کی تدبیر اختیار کی جو موجودہ طریقۂ جنگ کی تازہ ترین ٹکنیک ہے۔

اس قافلۂ تجارت کی شام سے واپسی شعبان کے آخری یا رمضان کے ابتدائی ایام میں ہوئی۔ آپؐ نے حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اور حضرت سعد بن زیدؓ کو پہلے ہی

Marfat.com

قافلہ کا حال معلوم کرنے کے لئے شام کی طرف روانہ فرما دیا تھا لیکن وہ ابھی واپس نہ پہنچے تھے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور ذریعہ سے اطلاع مل گئی کہ ابوسفیان کا قافلہ بدر میں پڑاؤ کرے گا کیونکہ یہ بڑا تجارتی مرکز شاہراہِ تجارت کا نہایت اہم مقام تھا جہاں مختلف راستے آکر ملتے تھے اور اس زمانے میں شام اور مکہ کے درمیان تجارتی قافلوں کی گزرگاہ بھی یہی مقام تھا۔

اس اطلاع کے ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلے کو روکنے کے لئے مہاجرین اور انصار سے اس کا تذکرہ کیا۔ حالتِ جنگ تو پہلے سے آپس میں موجود تھی۔ آپؐ نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ قریش بھی غافل نہ ہوں گے اور تصادم ہو کر رہے گا۔ آپؐ نے مہاجرین اور انصار سے ارشاد فرمایا۔ جو اصحاب مدینہ سے اس وقت جلد از جلد روانہ ہو سکیں، چل پڑیں تاکہ اگر تصادم کی صورت پیش آئے تو دشمن کا مقابلہ مدینہ منورہ سے باہر کیا جائے۔ یہ روانگی اتنی عجلت میں ہوئی کہ کچھ اصحاب نے سواری کی خاطر مدینہ منورہ کے بالائی حصہ میں جانا چاہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ جو سواری میسر ہو اسی کے ساتھ چل پڑو۔ اِدھر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ احکامات صادر کر رہے تھے تاکہ قافلۂ تجارت کہیں ہاتھ سے نکل جائے۔ اُدھر مشیتِ ربانی کا آج کچھ اور ہی تقاضا تھا۔

چنانچہ رحمت عالم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ ۳۱۳ جان نثاروں کی معیت میں ۱۲ رمضان المبارک کو مدینہ منورہ سے اس حال میں روانہ ہوتے کہ آپؐ کے ساتھ کل ستر اونٹ تھے۔ تین تین مجاہدین کے پاس ایک ایک اونٹ تھا۔ جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ شامل تھے۔ حضرت ابولبابہؓ راستہ میں سے حاکم مدینہ بنا کر واپس کئے گئے تو حضرت زید بن حارثہؓ نے ان کی جگہ لے لی۔ باقی حضرات جن کو سواری میسر نہ آئی، پیدل تھے۔ عمومی پرچم حضرت مصعب

Marfat.com

بن عمیرؓ کو، مہاجرین کا پرچم حضرت علیؓ کو اور انصار کا پرچم حضرت سعد بن معاذؓ کو عطا ہوا چلتے وقت سالار اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوجی تدبیر کے طور پر سفر کی نقل و حرکت بالکل خفیہ رکھی اور حکم دیا کہ اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں علیحدہ کر دی جائیں. اونٹوں کے علاوہ دو گھوڑے تھے. اسلحہ کا سامان چند تلواروں اور ساٹھ زرہوں پر مشتمل تھا جلدی میں رسد اور سواری کا بھی خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا. اس حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کو لے کر مدینہ سے شمال کی طرف جانے کی بجائے جنوب کی طرف جاتے ہیں تاکہ کسی ایسے مقام پر پہنچ جائیں. جہاں سے دشمن پر چھاپہ مار سکیں. اس کے لئے بدر کا مقام منتخب کیا گیا. جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے قافلہ کے پہنچنے کی پیشگی اطلاع بھی مل چکی تھی. روانہ ہونے سے بیشتر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی.

اللهم انهم حفاة فاحملهم، دعراة فاكسهم

وجياع ماسعهم دعالة ماعنهم من فضلك

"اے اللہ! یہ لوگ پا برہنہ ہیں، ان کو سواری دے، اے اللہ! ان کے بدن پر کپڑا نہیں ہے، ان کو کپڑا دے. اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، ان کو سیر کر دے. یہ محتاج ہیں، ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے."

اُدھر جب ابوسفیان کو مخبروں نے اطلاع دی کہ مسلمان اس کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوتے ہیں تو وہ گھبرایا اور فوراً ضمضم نامی شخص کو اجرت پر غازہ (شام) سے روانہ کیا کہ وہ قریش مکہ کو خبردار کر دے کہ مسلمان ہماری تاک میں ہیں. یہ شخص بنو غفار سے تعلق رکھتا تھا. اس نے قریش مکہ کو مرچ مصالحہ لگا کر اطلاع دی اور جاہلیت کی رسم کے مطابق اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈالے، اس کی ناک چیر دی اور

Marfat.com

کجادہ الٹ دیا اور اپنا گریبان پھاڑ کر دہائی دینے لگا کہ :

" اے گروہ قریش ! اپنے قافلۂ تجارت کو بچاؤ، جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے آرہا ہے ۔ حضرت محمدؐ اپنی جماعت کے ساتھ اس کی تاک میں ہیں ۔ خطرہ ہے ۔ وہ تم تک نہ پہنچ سکے گا ۔ دوڑو ! دوڑو ! بچاؤ، بچاؤ ۔"

ضمضم کی دہائی نے مکہ میں ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا ۔ آج عاتکہ کے خواب کی تعبیر ان کے سامنے آگئی ۔ سبھی قافلہ کو بچانے کے فکر میں نکل کھڑے ہوئے کیونکہ اسی میں تمام قریش کا سرمایہ لگا ہوا تھا لیکن قافلہ کی حفاظت تو ایک بہانہ تھا ورنہ اصل میں قریش کا منصوبہ تو مسلمانوں کو ختم کرنا تھا ۔ جیسا کہ ان کے عبداللہ بن ابی کے نام خط سے عیاں تھا ۔ انہیں ڈر تھا تو صرف بنی کنانہ کی دشمنی کا، جن کا درمیانی علاقہ تھا لیکن جب یہ بات بنی کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک مدلجی کو معلوم ہوئی، تو وہ پچھلی عداوتوں کو چھوڑ کر خود مکہ پہنچا اور قریش سے تعاون کا شیطانی معاہدہ کیا جو بنی کنانہ کی طرف سے اطمینان کا باعث ہوا اور مسلمانوں پر قریش کے حملہ کا ایک اہم محرک ثابت ہوا ۔

ادھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ایک میل دور پہنچ کر بیرابی عنبہ کے مقام پر اپنے ساتھیوں کا جائزہ لیا اور چھوٹی عمر کے لڑکوں عبداللہ بن عمرؓ اسامہ بن زیدؓ، رافع بن خدیجؓ، براء بن عازبؓ، اسید بن حضیرؓ زید بن ارقمؓ اور زید بن ثابتؓ کو واپس کر دیا لیکن حضرت عمیرؓ (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی) جو سولہ برس کے تھے، رونے لگے ۔ چونکہ شوق شہادت سے لبریز تھے ۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ رہنے کی اجازت دے دی ۔ پھر آپ روحاء الغازیہ ہوتے ہوئے مقام صفراء تک پہنچے ۔ ابن اسحق کے بقول یہاں سے آپؐ نے عدی بن ابی الزغباء الانصاری اور بسبس (ابن عمرو) کو تجارتی قافلے کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے بدر

Marfat.com

کی طرف بھیجا۔ وہ سمندر کے ساحل کے قریب قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ کے پاس آئے
یہ لوگ ابوسفیان کے آنے سے پہلے پہنچے۔ بدر کے کنوئیں کے پاس مجدی بن عمرو
الجہنی موجود تھا اور دو عورتیں آپس میں قرض کے متعلق گفتگو کر رہی تھیں کہ یہاں ایک آدھ
دن میں قافلہ پہنچ جائے گا تو ہم اس میں کام کر کے تمہارا قرض ادا کر دیں گی۔ اس خبر
کے ملنے کے بعد کہ قافلہ عنقریب بدر میں پہنچنے والا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو یہ اطلاع دی۔ آپ اس دوران وادی صفراء
سے گزر کر وادی صفران تک پہنچ چکے تھے۔

ابھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے میدان میں داخل نہیں ہوئے تھے۔
کہ ابوسفیان، جو بدر کی گھاٹیوں سے خوب واقف تھا، بدر سے کافی پہلے الحنین
کے موڑ پر قافلے کو روک کر خود ٹوہ لینے کے لئے نکلا۔ وہاں اسے مجدی بن عمرو ملا۔
جس سے اس نے پوچھا۔ کیا تو نے مدینہ کے جاسوسوں کو دیکھا ہے؟ مجدی بولا۔
اور تو کسی اجنبی کو نہیں دیکھا لیکن اس مقام پر دو اونٹ سوار آئے تھے۔ اس نے
اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر اشارہ کیا۔ ابوسفیان اتنا زیرک اور تجربہ کار جرنیل تھا کہ وہاں
پر پڑی ہوئی اونٹوں کی لید کا تجزیہ کر کے اندازہ لگا لیا کہ چونکہ اس میں کھجور کی گٹھلیاں
ہیں۔ ہو نہ ہو یہ مدینہ کے مسلمانوں کے اونٹ ہیں اور یہ معلوم کر کے کہ مسلمان اس
کے قافلے کی تلاش میں ہیں، تیزی سے قافلہ کا رُخ بدل کر بدر کو بائیں ہاتھ چھوڑ
کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔ اس نے قافلے کو راستے میں سستانے بھی
نہیں دیا۔ اس طرح وہ مسلمانوں کی زد سے قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور مکہ کو روانہ ہو گیا۔
مسلمانوں کو اس کے راستہ بدلنے کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ ساتھ ہی قیس بن امری القیس
کے ہاتھ قریش کو پیغام بھیج دیا کہ میں قافلے کو صحیح و سالم لے آیا ہوں۔ دوسری جانب
جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو جاسوسوں کی اطلاع ملنے پر قافلے کے تعاقب

Marfat.com

میں نکلے تو بدر میں طرف بنو دینار کی گھاٹی تک جا کر واپس لوٹے۔ رات آپ نے ذفران ہی میں بسر کی اور جب مزید اطلاع ملی کہ مکّہ سے قریش ایک ہزار جمعیت لے کر کرّوفر کے ساتھ مسلمانوں پر سے لڑائی کی غرض سے بدر کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ آپؐ نے اپنے جاں نثار صحابہؓ سے مشاورت کی اور فرمایا:۔

"اَشِیْرُوْا عَلَیَّ یَا اَیُّھَا النَّاسُ!"

(اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔)

ایک طرف قافلۂ تجارت کا تعاقب تھا اور دوسری طرف لشکرِ قریش سے مقابلہ۔ آپ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر تمہیں فتح ہوگی۔"

قریش مکّہ تو آئے ہی اس ارادہ سے تھے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں لیکن شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے لڑنے کے ارادے سے نہ آئے تھے۔ سامانِ جنگ بھی ناکافی تھا۔ اس لئے بعض صحابہؓ کو اس بارے میں تامل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر خطابؓ نے سالارِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ جو آپؐ کی مرضی، وہ ہماری مرضی۔ آپ کے جوابات، جرأت سے پُر اور بہت ہمت افزا تھے لیکن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ نہ تھے۔ آپؐ انصار کا عندیہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد حضرت مقدادؓ نے عرض کی:۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ فرمانِ خداوندی کے مطابق قدم اٹھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم بنی اسرائیل نہیں، جنہوں نے سیدنا موسےٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔" اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا

Marfat.com

اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۔"
(جاؤ تم اور تمہارا رب دونوں مل کر جنگ کرو۔ ہم تو یہاں بیٹھیں رہیں گے۔")
خدا کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اگر آپ ہمیں برک الغماد
بھی لے کر چلیں، تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔"

آخر میں حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اور کہا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے تو خدا کی قسم، ہم آپ پر ایمان لاتے اور آپ کو سچا نبی مانا۔ آپ کی سچائی کی دعوت کا اقرار کیا اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا قول دیا۔ ہم نے عقبہ میں آپ سے بیعت کی ہے۔ آپ کو ہم سے اجازت کی ضرورت نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا جو ارادہ ہے، وہ کر گزریئے۔ قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے آپ حکم دیں، تو ہم سمندر میں کود جائیں۔ ہمارا کوئی آدمی چون و چرا نہیں کرے گا۔ ہم آپ کو دشمن کے مقابلے میں کبھی اکیلا نہ چھوڑیں گے۔ آپ کے ساتھ جنگ میں ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ آپ ہماری جاں نثاری ملاحظہ کریں گے۔ خدا سے امید ہے کہ ہماری قربانیاں اس طرح آپ کے سامنے ہوں گی کہ آپ کی آنکھوں کو ان سے ٹھنڈک پہنچے گی۔"

اطاعت و جاں نثاری کے اس جذبہ کو دیکھ کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ آقائے دوجہاں، محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کی محبت اور فرمانبرداری کا یہ عالم دیکھا تو ارشاد فرمایا۔ سِيْرُوْا وَ اَبْشِرُوْا[1] (چلو اور بشارت حاصل کرو)

---

[1] زاد المعاد ج

Marfat.com

طے ہوا کہ آج دشمن سے دو دو ہاتھ ہو ہی جائیں تو اچھا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مجاہدین کے ساتھ بدر کے میدان میں پہنچ گئے وہاں پہنچنے پر قریش کے لشکر کی آمد کا حال معلوم ہوا۔

اس زمانے میں مکہ، مدینہ اور بدر کے راستے آجکل کے راستوں سے بالکل مختلف تھے۔ میری بڑی خواہش تھی کہ سفرِ حجاز میں خود ان مقامات کو دیکھوں لیکن وقت اور حالات نے اس کی اجازت نہ دی لیکن اب تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بڑی کشادہ اور شاندار سڑک ہے۔ بدر دوسرے راستہ پر ہے اور اور وہ منازل جہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تھے، آجکل باقی نہیں ہیں وہاں جانے کے لئے اب علیحدہ راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے کبھی پھر خدا توفیق دے گا تو علیحدہ پروگرام بنانا پڑے گا۔ ان دنوں میدانِ بدر میں تین اطراف سے داخل ہو سکتے تھے۔ ایک گھاٹی مدینہ کی طرف سے جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ ایک شام کی طرف سے گھاٹی تھی اور تیسرا راستہ مکہ کی طرف سے داخل ہونے والی گھاٹی تھی۔ ان تینوں گھاٹیوں سے گزر کر تین وادیاں آتی تھیں۔ مدینہ اور شام کی طرف والی وادی کا ایک دوسری سے فاصلہ قریباً ایک میل تھا اور جو وادی مکے کی طرف والے داخلے کے بعد آتی تھی، قریباً چار میل دور تھی۔ نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی جانب والی گھاٹی کے قریب قیام فرمایا تاکہ ابوسفیان کا قافلہ قریش کے لشکر سے ملنے نہ پائے۔ وہ یقیناً لشکرِ قریش کے ساتھ نہ مل سکا اور نہ ہی مسلمانوں کے ساتھ اس کا مقابلہ ہو سکا، تو گویا صورت حال اس طرح نکھر کر سامنے آئی کہ اب مسلمانوں کے سامنے صرف قریش کے لشکر کا سامنا تھا اور یہی منشائے ربانی تھی۔

جب ابوسفیان قافلہ کو صحیح وسلامت لے کر واپس مکہ پہنچا تو اس کے پہنچنے سے پہلے ہی لشکرِ قریش مدینہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ ہوا یوں کہ ضمضم کی دہائی کے

Marfat.com

بعد ابوجہل نے غصہ میں کہا کہ مسلمانوں کے نبی محمد کا خیال ہے جو نخلہ میں ہوا یعنی ابن الحضرمی کا قتل، وہی اب بھی ہوگا اور گو قریش کے بیشتر ممتاز سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصادم کے لئے تیار نہ تھے۔ ابوجہل، جو دشمنیٔ اسلام کی بنا پر ضرب المثل بن چکا ہے اور اس کے دو چیلے عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن حارث لڑائی میں پیش پیش تھے۔ چونکہ قریباً تمام قریش کا سرمایہ اس تجارتی قافلہ میں لگا ہوا تھا۔ انہوں نے سرداران قریش کو قائل کر لیا اور سب کو مجبور کیا کہ مدینہ پر چڑھائی کی جائے۔ چنانچہ قریش مکہ سے بڑے کروفر کے ساتھ نکلے۔ جولیطب بن عبد العزی نے قافلۂ تجارت میں سرمایہ نہیں لگایا تھا۔ اس لئے وہ لاتعلق رہا۔ حضرت عمرؓ کے قبیلے بن عدی بن کعب کا بھی کوئی آدمی شریک نہ ہوا۔ بنو ہاشم بھی ساتھ دینے کے لئے آمادہ نہ تھے مگر طعنوں نے ان کو شریک ہونے پر مجبور کر دیا۔ ابولہب بھی خود نہ شامل ہو سکا۔ اس نے عاص بن وائل، اپنا قائم مقام بھیجا۔ وہ بھی اس شرط پر کہ وہ اس اس کا چار ہزار درہم کا قرضہ معاف کر دے گا۔

کفار قریش کا لشکر ایک ہزار کے قریب تھا۔ سات سو کے قریب اونٹ تھے۔ چھ سو کے پاس زرہیں تھیں اور سو سواروں کا رسالہ تھا۔ تلواریں، برچھیاں، نیزے، تیر، آہنی خود، نقارو طبل، غرضیکہ ہر قسم کا اسلحہ اور جنگی سامان وافر تھا۔ ساتھ دل بہلانے کا سامان اور گانے والیاں بھی تھیں جو مسلمانوں کی ہجو گا رہی تھیں۔

مکہ سے کوچ کے وقت سرداران قریش نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر دعا کی۔

"اے اللہ جو حق پر ہو، اور جو دونوں میں سے بہتر ہو اسے کامیاب کر!"

ابوجہل نے یہ دعا مانگی۔

"جو حق پر ہو اسے فتحیاب کر اور جو ظالم ہو، اسے رسوا کر۔"

کفار قریش مکہ سے نکل کر عسفان اور قدید سے ہوتے ہوئے سمندر کی طرف

Marfat.com

پلٹے اور وہاں سے جحفہ پہنچے۔ اس مقام پر لشکرِ قریش کو ابوسفیان کا پیغام ملا کہ اللہ نے تمہارے قافلہ اور اموال کو بچا لیا ہے۔ اس لئے اب تم مکہ واپس آجاؤ لیکن ابوجہل کہنے لگا۔ جب تک بدر نہ ہو آئیں، ہم کبھی واپس نہ ہوں گے۔ ہم تین دن وہاں ٹھہریں گے۔ اونٹ ذبح کریں گے اور خوب داد وہش دیں گے تاکہ سارا عرب ہماری شان و شوکت سے مرعوب ہو۔ وہ تو اس سارے ناپاک منصوبہ کا بانی تھا۔ وہ تو خدا، اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کی دشمنی میں اندھا ہو رہا تھا۔ اس کی عقل پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ یہ حرکت نہ کرتا تو تاریخ اسے آج ابوجہل کے نام سے کیسے یاد کرتی۔

اخنس بن شریق نے ابوجہل کی اس بات کو پسند نہ کیا اور قبیلۂ بنی زہرہ سے کہا کہ ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے۔ اب پیش قدمی کی ضرورت نہیں۔ بنی زہرہ کے سنو اور بعض کے نزدیک تین سو آدمی جحفہ سے مکہ واپس ہو گئے۔ جس سے باقی لشکر میں بد اعتمادی اور بددلی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ طالب بن ابی طالب بنی ہاشم کے کئی آدمیوں کو لے کر علیحدہ ہو گئے۔ ابوسفیان تک ابوجہل کی بات پہنچی تو وہ چیخ کر افسوس سے کہنے لگا:

"ہائے قوم کی بدقسمتی! ابوجہل کے کام ایسے ہی ہیں۔"

جحفہ سے لشکرِ قریش ابواء اور پھر ابواء سے بدر کی وادی میں پہنچا۔ یہاں تک کہ کفار وادی کی انتہائی آخری جانب خیمہ زن ہوتے جسے قرآن نے العدوۃ القصویٰ کے نام سے یاد کیا ہے۔ اس طرح مشرکین مسلمانوں سے پہلے بدر کے پانی پر پہنچ گئے

ادھر ذفران میں رات بسر کر کے، مجلسِ مشاورت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو سنایا۔ یعنی الاصافر کی گھاٹیوں کے راستے ایک بستی الدبہ میں پہنچے اور حنان کے ٹیلے کو دائیں ہاتھ چھوڑتے ہوتے جمعہ کی شب ۱۷ رمضان المبارک کو عشاء

Marfat.com

کے وقت بدر کے قریب اُتر گئے، جب کہ لشکرِ قریش کا دوسری طانب پڑاؤ تھا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے :۔

" جس وقت تم عدوۃ الدنیا یعنی قریب والے ناکے پر تھے اور وہ (یعنی کفارِ قریش) عدوۃ القصویٰ یعنی دور والے ناکے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے ۔" (سورۃ انفال آیت ۴۲)

Marfat.com

رزم گاہِ حق و باطل

۷

بدر

یہ مقام مدینے سے ۸۰ میل دور مائل بہ جنوب ایک بڑا تجارتی مرکز اور مشہور شاہراہِ تجارت تھا۔ جہاں مختلف راستے آکر ملتے تھے۔ کسی زمانہ میں بدر بن یخلد بن النضر بنی کنانہ یہاں آباد ہوا تھا اور اسی وجہ سے اس کے نام پر اسے بدر کہہ کر پکارتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بدر بن حارث نے یہاں کنواں لگوایا تھا۔ اس لئے اسے بدر کہا جاتا ہے۔

یہاں جاہلیت کے زمانے میں ہر سال میلہ لگتا تھا اور اسی جگہ ایک بڑا بت خانہ بھی تھا۔ ابو جہل نے اس جگہ کا انتخاب اس لئے بھی کیا تھا کہ وہ اپنے بناتے ہوئے خداؤں کو مدد کے لئے پکارے جو مشرکین کو فتح سے ہمکنار کرے۔ یہ ایک بہت بڑی منڈی بھی تھی اور خرید و فروخت کا مرکز بھی کیونکہ شام و مکہ کے درمیان تجارتی قافلوں کی گزرگاہ بھی یہی تھی۔

Marfat.com

بعض کے نزدیک بدر ایک چشمہ کا نام تھا۔ بدر کا میدان بیضوی شکل کا ہے جو قریباً ساڑھے پانچ میل لمبا اور ساڑھے چار میل چوڑا ہے۔ اس کے اردگرد پہاڑ ہیں یہاں سے بحیرۂ احمر صاف نظر آتا ہے۔ شمال اور جنوب میں دو سفیدی مائل ٹیلے ہیں قرآن پاک نے شمالی ٹیلے کو "العدوۃ الدنیا" اور جنوبی ٹیلے "العدوۃ القصوی" کہا ہے۔ مغربی ٹیلے کو جبل اسفل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں کی سرزمین سنگلاخ ہے۔ چھوٹے چھوٹے گول پتھر جابجا ملتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے میدان بدر میں داخلے تین سمتوں سے تھے۔ ایک مدینہ منورہ کی طرف سے، جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے، دوسرا شام کی طرف سے اور تیسرا مکہ معظمہ کی جانب سے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور آپ سے پہلے مکہ، مدینہ اور بدر کے راستوں کی منازل آجکل اس صورت میں نہیں ملتیں کیونکہ جدید دور میں جو سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں، ان کے روٹ مختلف ہیں۔

بدر کے میدان کے جنوبی اور مغربی حصہ کی زمین نرم ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حق اور باطل کی فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ یہی وہ خطۂ زمین ہے جس نے "بدر" کو آنے والوں کے لئے ایک علامت بنا دیا اور قرآن حکیم نے اس روز کو، جس روز رحمانی لشکر اور شیطانی سپاہ میں تصادم ہوا "یوم الفرقان" کے نام سے یاد کیا۔

جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مجاہدین کو لے کر بدر کے میدان میں پہنچے اور وہاں قیام فرمایا تو حضرت حباب بن منذرؓ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا اس جگہ اُترنا وحیٔ حق کے تحت ہے یا آپ کی ذاتی رائے کی بنا پر ایسا کیا گیا ہے یا کوئی اور جنگی چال اور تدبیر ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں، یہ ایک ذاتی رائے ہے۔ حضرت حبابؓ نے بارگاہِ اقدس میں عرض کیا۔ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں بہتر ہے ہم آگے چلیں اور اس

Marfat.com

چشمہ کے پاس اتریں۔ جو لشکرِ قریش کے قریب ہے۔ یہ موزوں جگہ نہیں ہے۔ آپؐ نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی چشمہ کے پاس پڑاؤ کیا جو لشکرِ قریش کے قریب، جبل عروش کے قرب و جوار میں تھا۔ اس دن سے حضرت حبابؓ کو صاحب الرائے کہا جانے لگا۔

پہلے آپؐ خود حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ قریش کا حال معلوم کرنے گئے اور پھر آپؐ نے اسی مقصد کے لئے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور چند دوسرے صحابہؓ کو نخلستان کی طرف بھیجا۔ وہ مشرکین کے دو غلاموں، جن کے نام اسلم اور ابوالیسار تھے، کو پکڑ لائے۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں تھے۔ صحابہ کرامؓ ان سے پوچھنے لگے کہ آیا ان کا تعلق ابوسفیان کے قافلہ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو قریش کے لشکر کے ساتھ ہیں اور پانی پلانے کی ڈیوٹی پر مامور ہیں۔ یہ جواب سننے پر صحابہ کرامؓ نے انہیں زدوکوب کیا۔ جس پر انہوں نے ڈر کر اپنا بیان بدل دیا اور کہا کہ ہاں ہمارا تعلق قافلے سے ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ جب وہ سچ کہتے ہیں تو تم انہیں مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہو۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے سوال و جواب کئے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش کا لشکر اس پہاڑی کے پیچھے عدوۃ القصویٰ کے پاس ہے۔ جب آپؐ نے ان سے لشکر کی تعداد اور دوسری باتیں پوچھیں، تو چونکہ ان کا ذہنی معیار اتنا اونچا نہیں تھا۔ وہ صحیح جواب نہ دے پائے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوہ انداز میں ان سے مختلف سوالات کئے۔ ایک سوال کے جواب پر کہ قریش ہر روز کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں اور جب انہوں نے کہا کہ کبھی نو اور کبھی دس تو نبیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اندازہ لگا لیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ مشرکین کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہے۔ ان سے آپؐ نے یہ بھی پوچھا کہ سردارانِ قریش

Marfat.com

میں سے کون کون لشکر میں شامل ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ "عتبہ بن ربیعہ، شیبہ اور اس کا بھائی، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری بن ہشام، امیہ بن خلف، عباس بن مطلب، نوفل بن خویلد، سہیل بن عمرو، بنیہ بن الحجاج، منبہ بن الحجاج، حارث بن عامر، زمعہ بن الاسود، نضر بن حارث اور عمرو بن عبدود وغیرہ"۔ آپؐ نے یہ سنکر ارشاد فرمایا:۔

"ھٰذِہٖ مَکَّۃُ قَدْ اَلْقَتْ اِلَیْکُمْ اَفْلَاذَ کَبِدِھَا۔"

(یہ مکہ ہے جس نے تمہاری طرف اپنے جگر کے ٹکڑوں کو ڈال دیا ہے)

ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

عتبہ قریش میں ایک دانا آدمی ہے۔ اگر آج قوم اس کا کہا مان لے تو خدائے واحد کے عذاب سے بچ سکتی ہے۔"

مشرکین مسلمانوں سے پہلے بدر کے پانی پر پہنچ گئے تھے۔ ان کے قیام کی زمین بھی بہتر تھی۔ مسلمانوں کے حصہ میں ریتلی زمین آئی۔ وہ ویسے بھی تھکے ہوئے اور نڈھال تھے۔ ان کی سواریوں کا بھی یہی حال تھا۔ اکثر صحابہؓ روزے سے تھے۔ آپؐ نے تاکید فرمائی کہ روزہ نہ رکھیں۔ سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سب اچھی طرح آرام کریں۔ آپ نے صحابہؓ کو تو سلا دیا لیکن خود آرام نہ فرمایا۔ حضرت سعد بن معاذؓ نے آپ کے لئے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر "عریش" یعنی ایک سایہ دار چھپر تیار کر دیا۔ آپ اس میں تشریف لے گئے اور رب ذوالجلال کے حضور رات گریہ و زاری میں گزار دی۔ آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ تھے۔ جن کا منصب وہ تھا، جسے آج کے دور میں چیف آف سٹاف کہتے ہیں۔ باہر حضرت سعد بن معاذؓ تلوار حمائل کئے پہرہ دینے لگے۔

ادھر شب کو بارانِ رحمت مسلمانوں کے لئے غیبی امداد بن گئی۔ ریت جم گئی اور زمین چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی، جس سے مسلمانوں اور ان کے جانوروں کے قدم جمنے

Marfat.com

لگے۔ یہی بارش مشرکین کے لئے زحمت کا باعث بنی۔ ان کی طرف کی زمین کیچڑ اور دلدل میں تبدیل ہو گئی۔ اب ان کے پاؤں اور ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کے سُم اس میں دھنسنے لگے۔ مسلمانوں نے رات آرام بھی کر لیا۔ صبح تازہ دم بیدار ہوئے۔ مشرکین نے ساری رات بے چینی میں گزری۔ ان کی اس سے پہلی راتیں نادٔ نوشی اور گانے بجانے میں گذری تھیں۔ صبح ان کی طبیعتیں بوجھل تھیں۔ رات مسلمانوں کے پینے اور وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ بعض کو غسل کی حاجت تھی۔ خداوند کریم نے بارش کا پانی ان کے لئے مہیا کر دیا۔ بارش سے وادی میں سیلاب کی صورت پیدا ہو گئی لیکن چونکہ ان کا قیام اونچی جگہ پر تھا اور کفارِ قریش نشیب میں تھے۔ مسلمانوں نے بڑا سا حوض بنا لیا اور پانی کو ذخیرہ کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" قریش کی قتل گاہ یہی ہے۔"

اس طرح بارش کی پہلی رات مسلمانوں کے لئے نوید بن کر آئی۔ ان کو صاف نظر آنے لگا۔ کہ آج حق پرستوں کے لئے عناصرِ عالم مدد کے لئے آمادہ ہیں۔ اس تائیدِ ایزدی کی یاددہانی قرآنِ کریم یوں کراتا ہے :-

" اور جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط گرہ دے تمہارے دلوں پر اور ثابت کرے اس کی وجہ سے تمہارے قدم۔" (سورۃ انفال آیت ۱۱ ع ۲)

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات رب العزت کی بارگاہ میں سجدوں میں گزاری۔ آپ صبح ہونے تک یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ کا ورد فرماتے رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے کہ نمازِ فجر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو نماز کے لئے اٹھایا۔ "الصلوٰۃ عباد اللہ" یعنی اللہ کے بندو

Marfat.com

نماز کا وقت آگیا۔ صفوں کو ترتیب دیا اور صف بندی نہ توڑنے کی خاص طور پر ہدایت کی۔ ترمذی کے مطابق فوج کی تقسیم تو رات ہی کو محل میں آچکی تھی۔ پھر آپؐ نے میدانِ جنگ کی انسپکشن کی اور ان مقامات کی نشاندہی کی کہ یہاں قریش کا فلاں فلاں سردار ڈھیر ہوگا۔ پھر آپؐ نے وہ تمام ہدایات فرمائیں جو حربی نقطۂ نگاہ سے ایک علیحدہ کتاب چاہتی ہیں اور ماہرین نے اللہ کے فضل و کرم سے اس ضمن میں بہت کچھ لکھا بھی ہے۔

آپ نے فوج کو پانچ مختلف حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصہ پر ایک امیر مقرر کیا۔ اس کا حکم ماننے کی سختی سے تاکید کی۔ آگے تیر اندازوں کو رکھا۔ ایک دستہ عقب میں ریزرو یعنی محفوظ رکھا تاکہ نازک وقت پر کام آسکے۔ آپؐ نے صفوں کی ترتیب کے وقت سورج کے رُخ کا بھی لحاظ رکھا کہ وہ مجاہدین کے عقب میں رہے جبکہ سورج کفار کے لشکر کے عین سامنے تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی جگہ پر قائم رہنا۔ دشمن حملہ کی صورت میں آگے بڑھے تو اسے آگے آنے دینا۔ جب وہ تمہارے نیزوں کی زد میں اچھی طرح آجائے، تب خوب تیر برسانا اور قریب آجائے تو نیزوں کا استعمال کرنا تلوار کا استعمال سب سے بعد میں ہو۔ پاس پتھروں کو ڈھیر کی صورت میں جمع رکھا تاکہ بوقت ضرورت ان کو بھی استعمال میں لایا جائے۔ چونکہ مجاہدین کے پاس کوئی امتیازی یونیفارم نہ تھی۔ اس لئے اپنا شعار "یا منصور امت" مقرر کیا۔ آخر میں سختی سے فرمایا کہ لڑائی میں پہل ہرگز نہ کی جائے۔ عورتوں، بچوں اور لڑائی میں حصہ نہ لینے والوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔

فوج کی اس انسپکشن کے بعد آپؐ نے اپنے فرماں بردار اور جاں نثار مجاہدوں کو یہ خطبہ دیا:۔

خداوند قدوس کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس چیز

Marfat.com

پر آمادہ کرتا ہوں جس کی رغبت اللہ تعالےٰ نے تمہیں دی ہے اور اسی چیز سے روکتا ہوں جس سے اللہ تعالےٰ نے روکا ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ عظیم شان کا مالک ہے اور حق کا حکم دیتا ہے۔ سچائی کو پسند کرتا ہے۔ اہلِ خیر کو اپنے ہاں درجات عطا کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ یاد کئے جاتے ہیں اور فضیلت پاتے ہیں۔ بیشک تم اللہ کی بارگاہ میں ایک درجے پر فائز ہو۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے اتنی ہی کوشش قبول کرے گا جتنی کہ وہ تقاضا کرتا ہے۔ بے شک صبر تنگی کے وقت ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ غم والم دُور کر دیتا ہے اور تمہیں آخرت میں نجات نصیب ہوگی۔ اللہ کے نبی تمہارے اندر موجود ہیں۔ وہ تمہیں آگاہ کرتے ہیں اور اللہ کے احکام کا حکم دیتے ہیں اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھو کہ کہیں اللہ تعالےٰ کسی ایسی چیز پر آگاہ نہ ہو جائے۔ جس سے وہ ناراض ہو جائے۔ بے شک ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔" اللہ تعالےٰ کی بیزاری بہت زیادہ ہے۔ اس بیزاری سے، جو تمہیں اپنے آپ سے ہے۔"

اس شخص کی بات غور سے سنو جو تمہیں اللہ کی کتاب کا حکم دیتا ہے اور تمہیں اس کی آیات بتلاتا ہے اور ذلت کے بعد عزت عطا فرماتا ہے۔ مضبوطی سے اسے تھامو، جس کی وجہ سے اللہ تم سے راضی ہو جائے اور ایسے موقعوں پر انہی باتوں کا اہتمام کرو۔ جس کی وجہ سے تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ۔ بے شک اس کا وعدہ حق ہے۔ اس کی بات سچی ہے۔ اس کی سزا بہت سخت ہے۔ بے شک میں اور تم اللہ تعالیٰ جو کہ حیّ اور قیوم ہے۔ اس کی وجہ سے ہیں۔ ہم اسی کی پناہ پکڑتے ہیں۔ ظاہری

Marfat.com

حالت میں اور اسی کی حفاظت میں آتے ہیں. ہم اس پر توکل کرتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو بخش دے[1]۔"

اس کے آپؐ مقامِ عریش پر تشریف لے گئے۔

اُدھر قریش بھی آگے بڑھتے رہے. حتیٰ کہ نقارہ جنگ بجا اور اب ان کا لشکر عین مقابل میں صف بستہ ہوگیا۔ ان کے ساتھ ابلیس لعین سراقہ بن جعشم مدلجی کی شکل میں ان کے ساتھ تھا اور انہیں کہہ رہا تھا کہ بنو کنانہ تمہاری مدد کے لیے پیچھے آرہے ہیں۔

اب حق و باطل کے لشکر آمنے سامنے تھے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لشکر کو دیکھ کر بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کیا۔

"اے اللہ! یہ قریش غرور و تکبر کے ساتھ سامنے نکل آئے ہیں۔ یہ تجھ سے جنگ پر آمادہ ہیں۔ انہوں نے تیرے رسولؐ کو جھٹلایا ہے۔ اے اللہ! اب تجھ سے تیری اس مدد کا طالب ہوں. جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔"

پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کے ذریعہ قریش کو پیغام بھیجا کہ تمہاری جگہ ہمارے مدمقابل کوئی اور ہوتے تو مجھے یہ بات زیادہ پسند تھی، بہ نسبت اس کے کہ تم ہم سے لڑو. تم ہمارے آدمیوں کو قتل کرو اور ہم تمہارے آدمیوں کو۔ آپؐ کے الفاظ کے متعلق جب حکیم بن حزام (حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھتیجے، جو فتح مکہ تک ایمان نہ لائے تھے.) نے سنا تو کہا کہ اس سے زیادہ انصاف کی بات کیا ہوسکتی ہے. خدا کی قسم! اس قسم کی پیشکش کے

---

[1] امتاع الاسماع

Marfat.com

بعد تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ابوجہل غرور اور نخوت کے نشہ میں چور تھا۔ اس نے عمیر بن وہب کو بھیجا تاکہ مسلمانوں کی فوج کے متعلق اندازہ لگائے۔ اس نے آکر رپورٹ دی کہ مسلمانوں کی تعداد تین سو کے لگ بھگ ہے۔ سامانِ جنگ اور رسد کا بھی معمولی انتظام ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہا۔ جس کا مفہوم کچھ اس قسم کا ہے۔ اے قریش کے سردار! یہ لشکر موت کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ ان کے اونٹوں کی پشت پر خالص موت بھری ہوئی ہے۔ خدا کی قسم! یہ تمہیں کچے کھا جائیں گے۔ ان میں سے تم کسی آدمی کو اس وقت تک نہ مار سکو گے، جب تک تمہارا بھی ایک آدمی قتل نہ ہو گا۔ اب سوچو تمہارے ہاتھ کیا آئے گا۔ تمہارے اپنے جگر گوشے مدمقابل ہیں۔ اتنے آدمی دونوں طرف سے مارے گئے تو زندگی کا کیا لطف باقی رہے گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

حکیم بن حزام بیان کرتے ہیں کہ عمیر بن وہب کی رپورٹ کے بعد عتبہ، قریش کی فوج کے کمانڈر ان چیف کے پاس گیا اور کہا:

"اے ابوولید! کیا تم چاہتے ہو کہ ساری عمر کے لئے نیک نامی تمہارے ہاتھ آئے؟" عتبہ نے پوچھا۔ "کیسے؟"

میں نے کہا۔ جس کام کے لئے ہم آئے ہیں۔ وہ پورا ہو گیا ہے۔ ہم واپس چلے چلیں اور تم اپنے حلیف عمر بن الحضرمی کا خون بہا ادا کر دو۔ عتبہ مان گیا لیکن ابوجہل اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آیا۔ وہ اس وقت اپنی زرہ تھیلے سے نکال کر تیار کر رہا تھا۔ جب اس نے حکیم بن حزام کی باتیں سنیں اور عتبہ کو صلح کی طرف مائل دیکھا تو اس نے اسے بزدلی کا طعنہ دیا اور عامر بن الحضرمی، عمر بن الحضرمی کے بھائی کو سامنے لا کھڑا کیا۔ اس نے جاہلیت کی رسم کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور ننگا ہو کر اپنے بھائی کے انتقام کی دہائی دینے لگا۔

Marfat.com

عامر بن الحضری کی اس دہائی کے بعد ابوجہل اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب ہوگیا اور لشکر پر عتبہ کے الفاظ بے اثر رہے۔ ابوجہل بڑے فخر اور غرور کے عالم میں کہنے لگا:

"واللہ ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک خدا ہمارے اور (حضرت) محمدؐ کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔"

اتنے میں اسود مخزومی ایک بدطینت شخص اپنے جھوٹے معبودوں کی قسم کھاتا ہوا قریش کی صفوں سے باہر نکلا اور پکارا کہ میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا اور اسے خراب کر دوں گا یا اسی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ جب وہ اس ارادہ سے آگے بڑھا۔ حضرت حمزہؓ نے تلوار سے اس پر وار کیا۔ اس کی ٹانگ کٹ گئی اور وہ حوض میں لڑھکا۔ حضرت حمزہؓ نے حوض ہی میں اس کا قصہ پاک کر دیا۔ قریش کی طرف سے یہ پہلا مقتول تھا، جو بدر میں قتل ہوا۔

جب ابوجہل نے عتبہ کو بزدلی کا طعنہ دیا تو اسے "تاؤ" آگیا اور اپنے لئے آہنی خود مانگا۔ کہنے لگا۔ اب میں بتاؤں گا کہ ابوجہل بزدل ہے یا میں۔ اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ کسی کا خود اس کے سر پر فٹ نہ آیا۔ چنانچہ اس نے سر پر عمامہ باندھا اور اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر عرب کی رسم کے مطابق مبارزت طلب کی اور یہ نعرہ مارا "ھل من مبارز" یعنی ہے کوئی جو ہمارے مقابلہ میں آتے۔ اس کے جواب میں انصار نکلے۔ قریش نے ان کا حسب نسب پوچھا۔ جب معلوم ہوا کہ وہ انصار ہیں تو وہ للکارنے لگے۔

"اے محمدؐ! ہمارے مقابلہ میں ہماری قوم کے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔"

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ انصار واپس اپنی صفوں میں آ گئے۔ پھر آپؐ کے حکم سے حضرت عبیدہ بن حارثؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ ان کے مقابلہ کے

Marfat.com

لئے نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے اپنے مدمقابل شیبہ کو، حضرت علیؓ نے ولید کو تلوار کے وار سے وہیں ڈھیر کر دیا۔ حضرت عبیدہؓ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا۔ ان کے گھٹنے پر سخت زخم آیا۔ (آپ نے اسی زخم سے جنگِ بدر سے واپسی پر صفراء کے مقام پر شہادت پائی) حضرت عبیدہؓ کو واپس صفوں میں لایا گیا اور حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے کئی وار کر کے عتبہ کا کام تمام کر دیا۔

اس کے بعد خیرالانام ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم عریش سے باہر نکلے اور دوبارہ صفوں کی ترتیب فرمائی۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ سواد بن غزیہ، بنو نجار کے ایک انصاری ذرا صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کے پیٹ کو ٹھونکا اور فرمایا۔ اِستَوِ یا سواد۔ (اے سواد! برابر ہو جاؤ۔) انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے، حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و انصاف کے لئے بھیجا ہے۔ آپؐ مجھے قصاص دیں۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک ننگا کر دیا اور فرمایا۔ بدلہ لے لو۔ حضرت سوادؓ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے لپٹ گئے اور آپؐ کے بدن مبارک کو بوسہ دے دیا۔ آپؐ نے پوچھا۔ سواد! یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس دنیا میں چند گھڑیاں باقی ہیں۔ میں نے سوچا۔ آخری لمحات میں میرا جسم آپؐ کے جسمِ اطہر سے مس ہو جائے۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ کیا اندازِ محبت ہے یہ بھی! محبت جب آتی ہے ساتھ اپنے ہی آداب لے کر آتی ہے۔ محبت کرنے والوں کے اپنے ہی قاعدے اور اپنے ہی دستور ہوتے ہیں۔ ان کے انداز نت نرالے!

صفوں کی دوبارہ ترتیب کے بعد آپؐ نے جاں نثار صحابہؓ کو جہاد کے لئے ترغیب دی اور شہادت کا شوق دلایا۔ آپؐ دوبارہ اپنے سائبان میں تشریف لے گئے۔ وہاں

Marfat.com

آپ پر کچھ اونگھ سی طاری ہو گئی[له]. اللہ نے آپ کو کفار تعداد میں تھوڑے دکھائے۔ حضرت ابوبکرؓ فرمانے لگے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن تو قریب آ گئے۔" اس پر آپ جاگ اٹھے۔ آپ نے آنکھ کھولتے ہی فرمایا:۔ "تجھے بشارت ہو! نصرت الٰہی آ پہنچی۔ جبرائیل بھی آ گئے ہیں۔"

آپ نے صحابہ کرامؓ کو اس کی اطلاع دی۔ جس سے وہ اور ثابت قدم اور دلیر ہو گئے۔

عتبہ، شیبہ اور ولید کے ڈھیر ہو جانے کے بعد ابوجہل بپھرا اور اس نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کا حکم سنایا۔ اب عام جنگ شروع ہو گئی۔ قریش کے کچھ آدمی حوض تک پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ انہیں چھوڑ دو۔ ان میں سے جس جس نے حوض کا پانی پیا وہی قتل کر دیا گیا سوائے حکیم ابن حزام کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری اجازت کے بغیر مشرکوں پر حملہ نہ کریں۔

جنگ کے اس نقطۂ عروج پر حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب جلیل سے یوں گویا ہوئے:۔

"اللھم ان تھلك ھذہ العصابہ لاتعبد بعدھا فی الارض۔"

"اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ختم ہو گئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔"

له جب اللہ نے ان کو دکھایا آپ کے خواب میں تھوڑے۔ اگر وہ آپ کو بہت دکھاتا تو آپ لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں، لیکن اللہ نے بچا لیا۔ اس کو معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں۔ (سورۃ انفال آیت ۴۳)

Marfat.com

آپؐ بار بار دعا فرماتے اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے اور پھر فرماتے :۔

" اللھم انجزنی ما وعدتنی، اللھم نصرك "

" اے اللہ! تو نے مجھ سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے۔ وہ پورا فرما

اے اللہ تیری مدد کی ضرورت ہے ۔)

آپؐ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ چادر مبارک شانوں سے گر گئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے آپؐ کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر تسلی و تشفی دے رہے تھے ۔

کیا نازک لمحات تھے وہ اور خوشا! کیا بخت ہے ان نفوس قدسیہ کا، جن کے بارے میں رحمتِ تمام صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مختصر لیکن وزن میں اتنے بھاری الفاظ میں تخصیص کے ساتھ خالقِ کائنات کی بارگاہ میں دعا کر رہے تھے۔ ان برگزیدہ ہستیوں کو آج آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کا کیسا پروانہ مل رہا ہے۔ اس سے زیادہ ان اصحابِ پاکؓ کا کیا تعارف ہو گا، جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سند عطا کر رہے ہوں کہ اگر آج یہ تھوڑے سے اہل ایمان کفار پر غالب نہ آسکے تو پھر اس دنیا میں خدائے واحد کی پرستش کون کرے گا؟

یہ ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ جمعہ کے روز کی ساعاتِ سعید ہیں۔ اس دن کو قرآن پاک نے "یوم الفرقان" کہا ہے۔ آج ربّ جلیل کی منشا ہے کہ کفر اور اسلام، حق اور باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ دوسرے الفاظ میں، یہ دکھایا جا رہا ہے کہ آج جو متوالانِ حق میرے حبیب معظمؐ کے فرمان پر میدانِ بدر میں جمع ہیں، وہ مقبولانِ بارگاہ ہیں۔ آنے والے یہ ذہن میں رکھیں کہ اگر ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہونا ہے تو ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہو گا۔ ان میں نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تجلیاں ہیں۔ ان کا انتخاب زمین و آسمان کے مالک نے کیا ہے۔ یہ شمع رسالت صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے وہ پروانے ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی ہیں جو عریش میں اپنے مولا و آقا کے ساتھ ساتھ ہیں۔ حضرت معاذؓ بھی ہیں جو عریش کے باہر پہرہ دے رہے ہیں حضرت علی شیرِ خداؓ بھی ہیں جو ابھی میدانِ کارزار میں کفار کو مولی گاجر کی طرح تہ تیغ کر رہے ہیں اور جو بار بار آ کر عریش میں جھانک جاتے ہیں اور حضورؐ کو رب کے حضور سجدہ ریز پاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا حی یا قیوم کا ورد فرما رہے ہیں۔ ان بابرکت ہستیوں میں حضرت عثمانؓ بھی شامل ہیں جو بظاہر میدانِ بدر میں حاضر نہیں ہیں لیکن اپنے آقا سرورِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں۔ ان میں وہ تمام دیگر صحابۂ عظام بھی شامل ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فرائض پر مامور فرمایا ہے۔

ادھر انبیاء کے سردار، انسانیت کی بلند ترین چوٹی پر جلوہ گر، اللہ کے رسول، اللہ کے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم، جن کے لئے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے سوا کچھ اور کہا جا سکتا ہی نہیں۔ خالقِ برحق کے حضور حق کے متوالوں کی فتح کے لئے اپنا دامانِ سوال دراز کئے ہوتے ہیں۔ ادھر ابوجہل، جو اپنی جہالت کے نقطۂ عروج پر ہے دعا میں مشغول تھا:۔

"اے اللہ جو دین بہتر ہے، اس کی مدد کر۔ اے اللہ ہمارا دین قدیم ہے
جب کہ محمدؐ کا دین نیا ہے"

وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر قائم ہے اور اللہ سے دعا مانگ رہا ہے۔ اندر سے اس کا دل کانپ رہا ہے کیونکہ آج اس کا ساتھی، شیطان اسے طرح دے کر بھاگ گیا کیونکہ اس نے آسمان سے فرشتے اترتے دیکھے تھے۔

Marfat.com

جب لشکرِ کفار بالکل قریب آ گیا۔ آپؐ اپنے سائبان سے باہر تشریف لائے۔ اور صحابہؓ کو حکم دیا کہ اب حملہ کر دو۔ اسی وقت حق و باطل کے لشکر بر سرِ پیکار ہو گئے اور دُو بدُو لڑائی شروع ہو گئی۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔ "چلو بڑھو اس جنت کی طرف، جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے"۔ حضرت عمیر بن حمامؓ انصاری کھجوریں کھا رہے تھے۔ جب آپ نے یہ فرمان سنا تو وہیں کھجوریں پھینک دیں اور کفار میں گھس گئے۔ کہنے لگے ان کو ختم کرنے میں دیر لگے گی۔ ساتھ ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ قمر کی آیت کریمہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (عنقریب کفار شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے) پڑھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:۔

"اس کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو مسلمان کفار سے نبرد آزما ہوگا اور ثابت قدم رہے گا اور استقامت کے ساتھ بڑھ کر جہاد میں حصہ لے گا اور پیچھے نہ ہٹے گا اور اسی حالت میں شہید ہو جائے گا، تو ربّ العزت اسے لازماً جنت میں داخل کرے گا"۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کے غلام مہجع کو ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ یہ بدر کے پہلے شہید تھے۔

جس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر خاک دشمن کی طرف پھینکی اور ساتھ ہی فرمایا:۔

شَاهَتِ الْوُجُوهُ ۔ اَللّٰهُمَّ اَرْعِبْ قُلُوْبَهُمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ ۔

(اللہ ان کے چہروں کو مسخ کر دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دے۔)

Marfat.com

آپؐ کا مٹھی بھر کنکریاں پھینکنا تھا کہ اسی وقت سخت ہوا چلی اور کفار کے ناک اور منہ خاک سے بھر گئے اور ان کا دم گھٹنے لگا۔ وہ بوکھلا کر میدانِ جنگ سے بھاگے عتبہ، جو سالارِ لشکر تھا، کے قتل سے پہلے ہی قریش کی صفوں میں ناامیدی، اور یاس پھیل چکی تھی۔ وہ مشتِ خاک اور کنکریاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکی تھیں، وہ میزائل بن گئیں اور لشکرِ کفار میں ایسی بھگدڑ مچ گئی کہ ان کے ہوش جاتے رہے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں چت کرنے لگے۔ اب فرشتے بھی غیبی مدد بن کر اترے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے تھے،

"یہ جبرائیلؑ ہیں جو اپنے گھوڑے کو پکڑے ہوئے ہیں اور اس پر جنگی ہتھیار لدے ہوتے ہیں۔ فضا میں یہ آواز سنائی دے رہی تھی۔ اقدم حیزدم (اے حیزدم آگے بڑھو) حضرت سہیلؓ بن حنیفؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بدر کے دن اپنی آنکھوں سے خود یہ مشاہدہ کیا کہ جب کوئی ہمارا ساتھی کسی مشرک پر تلوار کا وار کرتا تو اس سے پہلے اس کا سرتن سے جدا ہو کر گر پڑتا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے بدر کے دن کے فرشتوں کا حلیہ تک بیان کر دیا۔

فرشتوں کے اترنے کے علاوہ بدر کے دن اور بھی معجزات رونما ہوئے۔ اصل میں معجزات تو نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلو میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ جنگ کے دوران حضرت سلمہؓ بن اسلم انصاری کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا کر ایک سوکھی ٹہنی انہیں دی اور فرمایا۔ اسے استعمال کرو۔ وہ ٹہنی تیز تلوار میں بدل گئی۔ بالکل اسی طرح حضرت عکاشہؓ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں ایک شاخ تھما دی اور فرمایا۔ جاؤ اس سے لڑو۔ وہ شاخ ایک نفیس تلوار بن گئی۔ آپ نے اس تلوار کا نام العون رکھا اور بعد میں بھی برابر اس

Marfat.com

سے لڑتے رہے۔ حضرت رفاعہؓ بن رافع بن مالک انصاری کی آنکھ زخمی ہو گئی۔ آپؐ نے زخم پر اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ آنکھ اس طرح ہو گئی، جیساکہ اس پر کبھی زخم آیا ہی نہ تھا۔

تاریخ عالم کی اس فیصلہ کُن اور مختصر ترین جنگ میں عجیب مناظر دیکھنے میں آتے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے بیٹے پر تلوار کھینچ کر سامنے آ گئے۔ حضرت حذیفہؓ اپنے باپ عتبہ کے مقابلہ کو تیار تھے لیکن رحمتِ تمام صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے مشرک والد کو تہِ تیغ کیا اور حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کا خاتمہ کیا۔ آج عشاق کے سامنے صرف اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی ۔ آج وہ اس پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھے ۔ خون، خون سے لڑ رہا تھا۔ آج تو صرف ہر ایک کو ایمان کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے۔ آج تو دنیا کو یہ منظر دکھایا جا رہا ہے کہ کن خوش قسمت نفوس کی زندگی کا محور اطاعتِ حبیبِ حق صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کون بدبخت انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کیل کانٹے سے لیس ہو کر کمربستہ ہیں۔ سعید بن عاص کا بیٹا سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ پکارا میں ابو کرش ہوں۔ حضرت زبیرؓ نے تاک کر برچھی ماری۔ اس کی صرف آنکھیں ننگی تھیں وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ برچھی اس کے جسم میں اس طرح پیوست تھی کہ بڑی مشکل سے نکالی گئی۔ امیہ بن خلف نے بچنے کی ہزار کوشش کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس کے ساتھ اپنا وعدہ نبھانے کی بھرپور کوشش کی اور اس کو بچاتے رہے لیکن سیدنا حضرت بلالؓ کی اس پر نظر پڑ گئی۔ معاذ بن عفراؓ وغیرہ حضرت بلالؓ کی مدد کو پہنچے۔ آپ اس پر لپکے۔ اس کے بیٹے نے آگے آکر اس کو بچانے کی کوشش کی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس پر لیٹ گئے لیکن حضرت بلالؓ نے نیچے تلوار ٹانگوں میں سے گزار کر اسے

Marfat.com

تہِ تیغ کر دیا۔ ابوجہل مسلمانوں پر بڑھ چڑھ کر حملہ کر رہا تھا۔ معاذؓ بن عمرو الجموع نے ایسا وار کیا کہ اس کے دونوں پاؤں کٹ گئے۔ وہ پاؤں کٹنے کے بعد بھی زندہ تھا لیکن معاذؓ نے ایسی تلوار ماری کہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جس کے جواب میں اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذؓ پر وار کیا۔ جس سے ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ معاذ نے اسی حالت میں عکرمہ کا تعاقب کیا لیکن وہ بچ کر نکل گیا۔ معاذؓ برابر لڑتے رہے۔ لٹکا ہوا بازو لڑنے میں مزاحمت کر رہا تھا، اسے پاؤں کے نیچے رکھ کر علیحدہ کر دیا تاکہ صحیح طریقے سے لڑ سکیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے قبل حکم دے رکھا تھا کہ غلبہ کی صورت میں عباس، عقیل، نوفل بن حرث البختری کو قتل نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں آئے۔ باقی تو قیدی بنا لئے گئے لیکن ان میں سے البختری نے قیدی بننے سے انکار کیا اور مارا گیا۔ ایسا نہ ہوتا لیکن صورت حال کچھ ایسی بن گئی کہ وہ بچ نہ سکا چونکہ البختری نے مکہ میں حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اذیت نہ دی۔ جب مجذرؓ بن زیاد کی نظر ان پر پڑی تو انہوں نے کہا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمہارے قتل سے منع کیا ہے۔ اس لئے تمہیں چھوڑ دیتا ہوں لیکن ابوالبختری نے اپنے ساتھی جنادہ بن ملیحہ کے لئے بھی پناہ مانگی لیکن مجذرؓ نہ مانے اور کہنے لگے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تمہیں چھوڑنے کا کہا ہے۔ اس پر ابوالبختری کہنے لگا۔ "خدا کی قسم! میں اور وہ دونوں جان دے دیں گے۔" اس پر اس نے مجذرؓ پر تلوار سونت لی۔ آپ نے چابکدستی سے اسے نیزہ مارا اور گرا دیا۔

جب لڑائی کے بادل چھٹ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کرو۔ ساتھ یہ دعا بھی فرمائی۔ یا اللہ اس کی تلاش میں ناکام نہ کرنا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے گھٹنے پر رگڑ کا نشان اور پیٹھ پر فرشتوں کے کوڑوں کے زخم ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان کو تلاش کر رہے تھے کہ دیکھا۔ وہ آخری

Marfat.com

سانسوں پر ہے۔ انہوں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ دیا۔ جب وہ سر کاٹنے لگے، تو وہ کہنے لگا۔ ذرا نیچے سے کاٹنا کہ میری گردن سردار کی گردن معلوم ہو۔ ساتھ ہی افسوس سے کہنے لگا کہ میں کاشت کاروں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بات بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن مسعودؓ کے ساتھ آئے اور ابوجہل کی لاش دیکھ کر فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْزَاکَ ۔ ھٰذَا فِرْعَوْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃ جُرُّوْہُ اِلَی الْقَلِیْبِ ۔

(شکر ہے اللہ کا جس نے تجھ کو ذلیل کیا۔ یہ شخص میری امت کا فرعون ہے۔ کھینچ کر اس کو گڑھے میں گرا دو۔)

یہ تاریخ ساز جنگ صبح کو شروع ہوئی اور ظہر تک کفار کو ذلت آمیز شکست ہوگئی لشکرِ مجاہدین کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

"اللہ اکبر الحمد للّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ۔"

(خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا ساری پارٹیوں اور گروہوں کو شکست دی۔)

جنگ میں کفار کے بڑے بڑے سردار اور اسلام کی مخالفت پر ابھارنے والے لیڈر قریباً سبھی مارے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے قریش بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنی ستر لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے اور بھاگتے ہوئے ہتھیار بھی پھینکتے گئے۔ ہر ایک اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ مجاہدین کے ایک دستہ نے کفار کا تعاقب کیا، اور اطمینان کر لیا کہ اب وہ واپس نہ آئیں گے۔ ان کے قریباً بہتر۷۲ آدمی قیدی بنا لئے گئے جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس، داماد ابوالعاص اور حضرت علیؓ کے بھائی

Marfat.com

عقیل بھی تھے۔ قریش کے چوٹی کے وہ چودہ سردار، جو شجاعت میں نامور تھے اور جنہوں نے دارالندوہ میں بیٹھ کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل (نعوذ باللہ) کی سازش کی تھی، ان میں سے گیارہ مارے گئے۔ باقی بعد میں ایمان لے آئے۔ کفار کے نامور سورماؤں میں جو قتل ہوئے ان میں شیبہ، عتبہ، ابوجہل، زمعہ، بن الاسود عاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور عتبہ بن الحجاج شامل تھے۔

جنگ کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں تین دن قیام فرمایا لیکن فوراً دو تیز رفتار خوشخبری دینے والے عبداللہ بن رواحہؓ اور زید بن حارثہؓ مدینہ منورہ کے محلہ عالیہ اور سافلہ کی طرف روانہ کر دیئے۔ جب مدینہ والوں کو فتح کی خبر پہنچی، تو معلوم ہوا کہ یہودیوں اور منافقین نے جنگ کے بارے میں وہاں نہایت مایوس کن افواہیں پھیلا رکھی تھیں جو ان کے اندرونی سفلی جذبات کی غمازی کر رہی تھیں۔

معرکہ بدر میں چودہ[1] صحابہ کرامؓ نے شہادت پائی۔ آپ نے ان عظیم المرتبت شہدا کی تدفین فرمائی۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ مہجع بن صالحؓ، حضرت عمرؓ کے غلام، جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یومئذٍ مہجع سید الشہداء (۲) عبیدہؓ بن حارث بن مطلب[2] (۳) عمیر بن ابو قاصؓ (آپ کی عمر مبارک ۱۶ سال تھی)۔ (۴) عاقل بن بکیرؓ (۵) عمیر بن عبد عمیرؓ (آپ کا لقب ذوالشمالین ہے)، (۶) عوف یا عوذ بن عفراءؓ (۷) معوذ بن عفراءؓ

---

[1] یہ چودہ اسمائے گرامی متفق علیہ ہیں لیکن بعض روایات میں شہدائے کرام بدر کی تعداد ۲۲ بتائی ہے۔ قاضی سلمان منصور پوریؒ نے ان چودہ اصحابؓ کے علاوہ تین اور شہدائے کرام کا ذکر کیا ہے۔ (۱) سعد بن خوتیؓ، (۲) صفوان بن بیضا فہریؓ اور (۳) عبداللہ بن سعید بن عاص اموئیؓ۔ [2] آپ نے مقام صفرا میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

(۸) حارث یا حارثہ بن سراقہؓ (جن کے حلق پر تیر لگا)، (۹) نیزید بن حارثؓ، (۱۰) رافع بن معلے بن لوزان، (۱۱) عمیر بن حمام بن جموعؓ، حضرت عبیدہؓ کے دینی بھائی. یہاں بھی اکٹھے، بہشت میں بھی اکٹھے، (۱۲) عمار بن زیادؓ، (۱۳) سعد بن خیثم انصاریؓ (۱۴) مبشر بن عبد المنذرؓ۔

بعد ازاں آپؐ مشرکین کے مقتولین کی طرف متوجہ ہوتے. ان میں سے چوبیس سرداروں کی لاشیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا۔ امیہ بن خلف کی لاش زرہ میں پھول چکی تھی. وہ بہت موٹا اور بڑی عمر کا آدمی تھا۔ اس کا جسم بھر بھر جاتا تھا۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اس کو ایسے ہی چھوڑ دو اور اس کی پھولی ہوئی لاش کو مٹی سے ڈھانپ دو۔ جن مشرکین کی لاشیں کنوئیں میں ڈالی گئیں، ان کے نام یہ ہیں :۔

(۱) عتبہ بن ربیعہ، (۲) شیبہ بن ربیعہ، (۳) ابو جہل بن ہشام، (۴) حنظلہ بن ابو سفیان، (۵) ولید بن عتبہ، (۶) حرث بن عامر، (۷) طعیم بن عدی، (۸) نوفل بن خویلد، (۹) زمعہ بن اسود، (۱۰) عقیل بن اسد، (۱۱) عاص بن ہشام (ابوجہل کا بھائی)، (۱۲) ابو قیس (خالد بن ولید کا بھائی)، (۱۳) بنیہ، (۱۴) منبہ بن الحجاج، (۱۵) علی بن امیہ بن خلف، (۱۶) عمرو بن عثمان، (۱۷) مسعود بن ابو امیہ (ام سلمہ کا بھائی)، (۱۸) قیس بن فاکتہ، (۱۹) اسود (ام سلمہ کا بھائی)، (۲۰) عاص بن قیس بن عدی، (۲۱) امیہ بن رفاعہ، (۲۲) عبیدہ، (۲۳) وعاص بن ابو حیمہ۔

باقی کفار کی لاشوں کو دوسری جگہ پھینک دیا گیا۔

کفار میں سے اکتالیس آدمی قریش کے قتل ہوئے. واقدی کے مطابق ان میں سے اس روز بائیس[۲۲] حضرت علیؓ نے قتل کئے۔

یوم الفرقان کو جو کفار مارے گئے. ان میں وہ لوگ بھی قتل ہوئے جن میں حارث

Marfat.com

بن زمعہ بن الاسود، ابوقیس بن الفاک بن المغیرہ، ابوقیس بن ولید، علی بن امیہ بن خلف عاص بن منبہ بن الحجاج شامل تھے۔ یہ وہ بدقسمت انسان تھے جو ایمان لا چکے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو ان کے عزیزوں نے انہیں روک لیا۔ حتےٰ کہ جب مشرکین' بدر کے میدان میں مسلمانوں کے مقابل برسرِ پیکار ہوئے، تو یہ سب ان کے ساتھ گئے۔ ان کے بارے میں سورۃ نسار کی آیت کریمہ ۹۷ نازل ہوئی۔

"بے شک وہ لوگ، جن کی روحوں کو فرشتوں نے اس حال میں قبض کیا کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ فرشتوں نے انہیں کہا کہ تم کس شغل میں تھے؟ انہوں نے کہا۔ ہم زمین میں بے بس تھے۔ فرشتوں نے کہا۔ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بہت بُری جگہ ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا کہ مسلمان ہجرت کی طاقت رکھتے ہوں' تو کفار کے ساتھ نہ رہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس سے بری ہوں۔ جو مسلمان ہو کر کافروں کے درمیان مقیم رہے۔ چونکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانا' ان کا یہ انجام ہوا۔

مجاہدینِ اسلام کے سامنے اب میدانِ جنگ میں بکھرے ہوئے اسلحہ اور دوسرے سامان کو یکجا کرنا تھا۔ چنانچہ مقتولین کو دفنانے کے بعد آپؐ نے مالِ غنیمت کے فراہم کرنے کا حکم دیا اور فتحیاب ہونے کے بعد قیدیوں اور غنائم کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

جب آپؐ واپس لوٹنے لگے تو اس گڑھے کے کنارے جہاں مشرکین کی لاشوں کو دفن کیا تھا، کھڑے ہو کر فرمایا:۔

Marfat.com

"اے گڑھے والو! تم نبیؐ کے قبیلہ کے بدترین دشمن تھے۔ میں نے تمہیں ایمان کی دعوت دی مگر تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے مری تصدیق کی" پھر نام لے لے کر فرمایا "تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اس وعدہ کو صحیح پایا۔ مجھ سے تو میرے رب نے جو وعدہ فرمایا تھا، میں نے اسے صحیح پایا۔"

قریش شکست خوردہ اور مغلوب ہو کر واپس لوٹے۔ سب سے پہلے حیسمان بن ایاس خزاعی شکست اور ہزیمت کی خبر لے کر مکہ میں داخل ہوا اور نامور سرداروں کو ذلت آمیز قتل کی داستان سنانے لگا۔ لوگ کعبہ کے پاس اکٹھے ہو کر اس سے سوالات کرنے لگے۔ وہ تو کسی اور خبر کے منتظر تھے۔ فرار شدہ نوجوان، اس کا وحشت زدہ چہرہ، اس کے اکھڑے اکھڑے الفاظ، یہ سب ان کے لئے ناقابلِ یقین تھا۔ صفوان بن امیہ اس کے پاس کھڑا تھا اور یقین نہیں کر رہا تھا لیکن جب عینی شاہد ابوسفیان بن حارث نے تصدیق کردی۔ اور ہر آنے والے کہا کہ وہ تو اپنے مقتولوں کی لاشوں کو بھی بے گورو کفن میدان بدر میں چھوڑ آئے ہیں تو کفار صدمہ سے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ ابولہب یہ خبر سنتے ہی بدحواس ہو گیا اور سات راتوں کے بعد مر گیا۔ اس کی لاش تین دن تک سڑتی رہی۔ وہ ایسے مرض سے مرا کہ کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا۔ عبرتناک شکست کی خبر سے مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں کہرام برپا ہو گیا۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ قریش اپنے مقتولوں پر نوحہ کرنے لگے لیکن اس خیال سے کہ مسلمان ان پر ہنسیں گے، انہوں نے رونا دھونا بند کر دیا۔ اسود بن عبد یغوث کے دو بیٹے زمعہ اور عقیل، اور ایک پوتا حارث میدانِ جنگ میں ڈھیر ہوئے تھے۔ وہ ان پر رونا چاہتا تھا مگر ممانعت کے سبب خاموش رہا۔ ایک رات کسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ اس کی نظر جاتی رہی تھی۔ اس نے اپنے غلام سے کہا۔ جاؤ معلوم کرو۔ کیا اب رونے کی اجازت

Marfat.com

مل گئی ہے تو میں ماتم کروں۔ غلام نے آکر اطلاع دی کہ اس عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ اس لئے رو رہی ہے۔ اس نے کہا۔ وہ اونٹ کے گم ہونے پر روتی ہے۔ رونا ہے تو بدر کے بدقسمتوں پر روئے۔

مراجعت

۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن بدر میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد تمام مالِ غنیمت جمع کر لیا گیا اور اسے حضرت عبداللہ بن کعبؓ کی تحویل میں دے دیا گیا اس کے بعد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غازیانِ بدر کے ساتھ بمعہ اسیران اور مالِ غنیمت واپس مدینہ منورہ منزل بمنزل تشریف لائے۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے ؛ اہلِ مدینہ نے باہر نکل کر مقام روحاء پر آپؐ کا استقبال کیا۔ جب آپؐ صفراء کی وادی اور الغازیہ کے درمیان ایک ٹیلے پر رُکے تو حضورؐ نے بیت المال کے خمس نکال کر مالِ غنیمت مجاہدین میں برابر تقسیم فرمایا۔ مشہور تلوار "ذوالفقار" اور ابوجہل کا اونٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد ملا۔ یہیں حضرت علیؓ نے نضر بن حارث کی گردن اڑائی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید دشمنی رکھتا تھا اور کلام اللہ کے بارے میں بیہودہ بکواس کرتا تھا۔ یہ اور عقبہ بن معیط ابوجہل کے ساتھ جنگ میں پیش پیش تھے۔ عرق الظبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن معیط بن زکوان کا سر قلم کیا گیا۔ یہ حکم حضرت عاصم بن ثابتؓ نے انجام دیا۔ یہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں میں

Marfat.com

سے تھا اور اسلام کا شدید مخالف تھا۔

جب قاصد فتح کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عثمانؓ اور دوسرے لوگ حضرت رقیہؓ کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ آپ کی وفات یوم بدر یا ایک روز بعد ہوئی۔ انہی کی خاطر حضرت عثمانؓ کو رکنے کا حکم ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ کو، جو مختلف امور پر مامور تھے، غازیانِ بدر کے ساتھ غنیمت کا حصہ ملا۔

مالِ غنیمت کے متعلق مجاہدین میں اختلاف پیدا ہوا کیونکہ جنگ بدر تک مال غنیمت کے بارے میں ابھی وحیٔ حق نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے مجاہدین کو جو ملا اسے اپنا مال سمجھا۔ اس لئے ایک فریق کی رائے تھی کہ جو مال جس کے ہاتھ آیا اسی کا ہے۔ دوسرے کا موقف تھا کہ سب میں مساوی تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ اس وقت سورۃ انفال نازل ہوئی۔ اللہ تعالٰی نے مجاہدین کے اس عمل کو معاف فرما دیا اور تقسیم کا معاملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا اور حضورؐ نے مالِ غنیمت غازیوں میں وحیٔ حق کی روشنی میں تقسیم فرمایا اور ان صحابہؓ کا حصہ بھی نکالا جو دوسرے کاموں پر مقرر تھے۔

قیدیوں کے بارے میں سوال پیدا ہوا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو؟ آپؐ نے یہ معاملہ صحابہؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت عمرؓ فاروق کی رائے تھی کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور جو قیدی، جس کا قریبی رشتہ دار ہے، وہ اس کے سپرد کیا جائے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ آپ کا خیال تھا کہ اس طرح مسلمانوں کی مالی حالت بھی مضبوط ہوگی اور کفار کو مزید مالی نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔ پھر ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ممکن ہے کہ ان میں کسی کو دولت ایمان مل جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری کہنے لگے کہ کافی ساری لکڑیاں جمع کر کے ان کو آگ لگا دی جائے اور ان قیدیوں کو اس آگ میں پھینک دیا جائے

Marfat.com

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ جلانے کی رائے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ اس اختلاف پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا۔ حضرت علیؓ اس وقت خاموش رہے اور دوسرے صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اتفاق کیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ کا خیال تھا کہ قیدیوں کو زندہ چھوڑنے سے ان کا قتل کر دینا بہتر ہے لیکن عام رائے یہی تھی کہ قیدیوں کے لئے فدیہ مانگا جائے اور جب تک فدیہ وصول نہ ہو، قیدی رہا نہ کئے جائیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عام رائے کے مطابق فیصلہ سنا دیا اور قیدیوں کے لئے فدیہ طلب کیا۔

لیکن جب قرآنِ پاک کی یہ آیت مبارکہ حضرت عمرؓ کی رائے کی موافقت میں نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ رو پڑے:۔

"نبی کے لئے یہ امر مناسب نہیں ہے کہ وہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیں کہ وہ بعد میں زمین پر خونریزی کرتے پھریں۔ (اے مسلمانو) تم تو صرف دنیوی مال و متاع چاہتے ہو مگر اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور اللہ غالب آنے والا اور حکمت والا ہے۔ اگر خدا کی طرف سے پہلے سے طے شدہ امر نہ ہوتا، تو آپ نے جو فدیہ کیا ہے اس کی وجہ سے آپ پر سخت عذاب نازل ہوتا لیکن اب آپ کو اجازت ہے کہ آپ ملے ہوئے مالِ غنیمت میں سے کھاؤ پیو۔ وہ آپ کے لئے حلال اور پاکیزہ ہے اور تقویٰ اختیار کرو۔ بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔"

(سورۂ انفال ۶۷-۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر واقعی عذاب نازل ہو جاتا، تو حضرت عمرؓ خطاب کے سوا اس سے کوئی نہ بچتا۔

جب فدیہ کی رائے طے پا گئی تو بعض قیدیوں نے اپنا زرِ فدیہ وہیں ادا کر دیا اور جو

Marfat.com

رہ گئے' ان کو مدینہ لے جایا گیا۔ قیدی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کے ایک روز بعد پہنچے۔ آپ کے نگران حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام شقران تھے۔

فدیہ کی رقم زیادہ سے زیادہ ۴ ہزار تھی۔ جن کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی اور وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان کے ذمّہ مدینہ کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا مقرر ہوا۔ اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تعلیم کی کیا قدر و قیمت تھی۔ جو کچھ نہ دے سکتے تھے اور لکھنا پڑھنا بھی نہ جانتے تھے' ان کو اس وعدہ پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصّہ نہ لیں گے۔ ایک ہتھیار فروش نوفل بن حارث سے ایک ہزار نیزے مانگے گئے۔ ابوعزہ عمرو جمحی ایک قیدی مشہور شاعر تھا اور اپنے اشعار سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو تکلیف پہنچاتا تھا اس نے مفلسی کا بہانہ بنایا اسے اس شرط پر کہ آئندہ اس قسم کے اشعار نہ کہے گا' چھوڑ دیا گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس نے اپنا عہد قائم نہ رکھا بلکہ کہنے لگا کہ میں نے محمد پر جادو کر دیا تھا۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ جنگ اُحد میں پھر گرفتار ہوا اور پھر حیلے بہانے کرنے لگا۔ نبیِّ محترم صلے اللہ علیہ وسلم نے مشہور جملہ مبارک ارشاد فرمایا "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا" اور حکم دیا کہ اس کا سر اڑا دیا جائے۔

سب سے پہلا قیدی' جس کا فدیہ ادا ہوا' وہ ابو وداعہ حارث تھا' جس کی طرف سے اس کے بیٹے مطلب نے چار ہزار درہم رقم بطور فدیہ ادا کی۔ چونکہ یہ بہت بڑا دولت مند تاجر تھا۔ اس کے بعد اہل قریش نے اپنے اپنے قیدیوں کے لئے فدیہ کی رقوم بھیجنی شروع کیں اور اس طرح قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ معرکۂ بدر کے بعد ایک مہینے تک جاری رہا۔

جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو صحابہؓ میں تقسیم کیا گیا فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ آپؐ نے تاکیداً یہ جملہ مبارک ارشاد فرمایا۔ " اِستَوْ

Marfat.com

صَوا بِھِمْ خَیْرًا " یعنی ان سے اچھا معاملہ کرنا۔ ابوعزیز قیدی کا بیان ہے کہ میرے میزبان روٹی مجھے دے دیتے اور خود کھجوریں کھاتے۔ جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہ تھے، انہیں کپڑے بھی دلواتے گئے۔ حضرت عباسؓ دراز قد تھے۔ ان کو کسی کا قمیض نہ آتا تھا۔ انہیں عبداللہ بن ابی نے، جو لمبے قد کا تھا، اپنا کرتہ دیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کا بدلہ دینے کے لئے اس منافق کو دفناتے وقت کفن کے لئے اپنا کرتہ مبارک دیا تھا۔

قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔ یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف تقریریں کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی کہ اس کے اگلے دانت اکھاڑ دیں اور اس کی زبان نکال دیں۔ حضور رحمتِ تمام صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

" میں اس کا عضو نہیں بگاڑتا ورنہ خدا اس کے بدلے میں میرے اعضا بگاڑ دے، گو میں نبی ہوں۔"

یہ بھی فرمایا کہ شاید کسی مجلس میں یہ ایسی گفتگو کرے جو تم کو بُری نہ لگے۔ چنانچہ آپؐ کی بات پوری ہو کر رہی اور ارتداد کے خلاف سہیل نے مؤثر اور پُرجوش خطبے دیئے۔

ان ہی قیدیوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا بھی تھے۔ یہ آپؐ سے عمر میں دو تین سال بڑے تھے۔ ان کو کس کر باندھا گیا۔ یہ کراہ رہے تھے اور ان کی تکلیف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ جب صحابہؓ کو معلوم ہوا آپ نے ان کی رسی کو ڈھیلا کر دیا۔ کچھ دیر بعد ان کے کراہنے کی آواز نہ آئی تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا۔ کیا بات ہے۔ مجھے عباس کے کراہنے کی آواز نہیں آ رہی۔ صحابہ نے جواب دیا کہ ان کی رسی ڈھیلی کر دی گئی ہے۔ آقائے دوجہاں نے فرمایا۔ سب قیدیوں کی رسیاں اسی طرح ڈھیلی کر دی جائیں۔ کیا آج کی ترقی یافتہ

Marfat.com

ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہؓ سے فرمایا۔ اگر ہو سکے تو یہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس دے دیا جائے۔ حضور سرکارِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ عندیہ سنکر جاں نثار صحابہؓ نے بخوشی آپؐ کی خواہش مبارک کا احترام کیا۔

اسیرانِ بدر میں وہب بن عمیرؓ بھی تھے جو مکہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو تکلیف پہنچانے میں ہمیشہ پیش پیش رہتا تھا۔ ان کے اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ مسلمان ہونے سے پہلے وہ جس قدر اسلام کی مخالفت میں آگے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد وہ حضور سرور دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتنے ہی مطیع اور فرمانبردار بن گئے۔

ہوا یوں کہ جنگ بدر کے بعد ایک روز وہب بن عمیر، صفوان بن امیہ کیساتھ مقامِ حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں مکہ کی شکست پر واویلا کر رہے تھے۔ صفوان نے کہا کہ اب زندگی کا کوئی مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا۔ واللہ تم سچ کہتے ہو۔ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا، تو میں مدینہ جا کر محمدؐ کو قتل کر دیتا۔ (نعوذ باللہ) عمیر کا ایک بیٹا مسلمانوں کی قید میں تھا اور اس کے پاس معقول بہانہ تھا۔ صفوان کہنے لگا تیرا قرض میرے ذمہ، اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں تمہارے اہل و عیال کا ذمہ لیتا ہوں۔ عمیر نے کہا کہ بس اس بات کو اپنے سینہ کے اندر رکھنا اور خود تلوار لی، اسے تیز کیا، زہر میں بجھایا اور مدینہ پہنچ گیا۔

جب وہاں پہنچا تو دیکھا۔ مسجد نبویؐ میں حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ بدر کے واقعات کا ذکر کر رہے ہیں۔ عمیر کے گلے میں تلوار حمائل تھی۔ جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا تو حضرت عمرؓ کو کھٹکا ہوا۔ آپ فوراً حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے خدشہ کا اظہار کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ حضرت عمرؓ محتاط بھی رہے اور اس کی گردن میں اس کی تلوار کا پٹکا ڈال کر اسے

Marfat.com

دنیا میں کوئی مہذب قوم قیدیوں کے ساتھ ایسے تلطف، مہربانی اور ایسی مساوات کا دعویٰ کر سکتی ہے؟

اسی طرح جب حضرت عباسؓ سے فدیہ لینے کا وقت آیا، تو آپؐ نے ان سے فرمایا۔ "عباس! اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں، عقیل ابن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو۔"

انہوں نے جواب دیا۔

"جب تک آپ ہم میں رہے اور جب ہم سے جدا ہوتے، میں قریش میں سب سے زیادہ مفلس رہا۔"

آپؐ نے فرمایا۔ "وہ مال کہاں ہے جو آپ نے امّ فضل (حضرت عباسؓ کی بیوی) کو دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا، تو یہ میرے بیٹوں فضل، عبداللہ اور قثم کا ہے۔"

اس پر حضرت عباسؓ نے کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ یہ راز تھا جس کا میرے اور امّ فضل کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ پھر کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

ایک روایت ہے کہ آپ پہلے ہی اسلام لا چکے تھے لیکن انہوں نے اس بات کو چھپا رکھا تھا۔ ان کا بیشتر سرمایہ قریش کے ذمّہ قرض تھا۔ ان کو ڈر تھا۔ اگر وہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں گے تو یہ رقوم ڈوب جائیں گی۔

ان قیدیوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر اور خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھانجے ابوالعاص بھی تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔ ان کے زرِ فدیہ میں حضرت زینبؓ نے وہ ہار بھیجا، جو حضرت خدیجہؓ نے ان کو جہیز میں دیا تھا۔ آپؐ اس

Marfat.com

لے کر حاضرِ بارگاہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا عمیر میرے قریب آجاؤ۔ عمیر نے زمانۂ جاہلیت کا سلام کہا۔ انعمو صباحاً (یعنی خدا کی نعمتوں میں صبح کرو) اس پر آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تمہارے سلام سے بہتر سلام یعنی السّلام علیکم سکھایا ہے۔ یہ اہلِ جنت کا سلام ہے۔ پھر پوچھا عمیر کیسے آنا ہوا۔ عمیر نے کہا۔ میں اپنے قیدی بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ اس کے معاملہ میں مہربانی کریں۔ آپ نے پوچھا تو پھر یہ تلوار کیسی؟ کہنے لگا۔ ان تلواروں کا اللہ بُرا کرے۔ انہوں نے پہلے ہمارا کیا کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عمیر سچ سچ بتادو کس ارادے سے آئے ہو؟ پھر کہنے لگا۔ میں تو صرف اسی ارادے سے آیا ہوں۔ اس کے بعد ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ حجر میں اس کے اور صفوان بن امیہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ وہ تمام کی تمام بتادی اور ساتھ ہی اس کے ناپاک ارادہ کا بھی ذکر کردیا لیکن آپ نے فرمایا۔ خدا میرے اور تیرے درمیان حائل ہوگیا۔

اس پر عمیر عاجز آکر بولا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں کیونکہ یہ معاملہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا۔

پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اپنے بھائی کو دینی مسائل سکھلاؤ قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو چھوڑ دو۔

Marfat.com

شرکائے بدرؓ

۹

رب ذوالجلال نے جن عظیم اور بابرکت ہستیوں کو "یوم الفرقان" کے لئے منتخب کیا، ان کی تعداد کے بارے میں اس روزِ سعید کی تاریخ کی طرح مختلف روایات میں مختلف ذکر ہے لیکن جس طرح ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ روزِ جمعہ کا تعین معتبر ہے۔ اسی طرح تعداد کے متعلق مستند ترین روایت تین سو تیرہ (۳۱۳) کی ہے کیونکہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ نکلے اور انہیں تین سو تیرہ پایا، تو آپؐ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ طالوت کے ساتھیوں کی گنتی بھی تین سو تیرہ تھی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ آپؐ کے ساتھ مہاجرین کے علاوہ انصار بھی دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے۔ مہاجرین کی تعداد روانہ ہوتے وقت بیاسی (۸۲) اور انصار کی تعداد دو سو اکتیس (۲۳۱) تھی۔ جن میں سے ایک سو ستر قبیلۂ خزرج سے اور اکسٹھ قبیلۂ اوس سے تھے۔ چند وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو سرکارِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت گو مدینہ منورہ ہی میں رہے اور بہ نفسِ نفیس جنگ میں شریک نہیں ہوئے لیکن ان کا شمار بھی شرکائے بدرؓ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

ان میں سرفہرست حضرت عثمانؓ غنی ہیں جو اپنی زوجہ مکرمہ حضرت رقیہؓ، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں، کے پاس ان کی شدید علالت کی وجہ سے ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ ہی میں رہے۔ دو اور مہاجرین حضرت طلحہ بن عبیدؓ اللہ اور حضرت سعید بن زیدؓ کو روانگی سے قبل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ تجارت کی جاسوسی کی غرض سے شام کی طرف بھیجا تھا اور ان کے واپس آنے سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم چل دیئے تھے۔ دو اور صحابیؓ حضرت بسبس بن عمرؓ اور حضرت عدیؓ بن ابی زغباء کو مقام صفراء سے جاسوسی کے لئے مقرر کیا تھا۔ حضرت ابو امامہ بن ثعلبہ انصاریؓ تیاری کر کے شمولیت کے لئے آتے تھے لیکن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیمار والدہ کے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح حضرت سعد بن سعدؓ تیار ہوتے لیکن سفر سے پہلی رات وہ انتقال فرما گئے۔ روانگی سے پیشتر ام کلثومؓ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لوگوں کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا۔

روانگی کے بعد راستے میں روحاء کے مقام پر حضرت ابو لبابہ رفاعہؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے واپس فرما دیا۔ حضرت عاصمؓ بن عدی بن الجد العجلانی کو مدینہ کے مضافات یعنی محلہ عالیہ پر اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت حارث بن حاطب العمریؓ کو راستے سے قبیلہ بنو عمرو بن عوف کی طرف واپس بھیج دیا کیونکہ ان کی طرف سے آپؐ کو مشکوک اطلاع موصول ہوئی تھی۔ حضرت حارث بن الصمہؓ کی راستہ میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ ان کو روحاء سے واپس بھیج دیا۔ اسی طرح حضرت خوات بن جبیرؓ کو ٹھوکر لگی اور ان کو ساق پر پتھر لگا۔ انہیں مقام صفراء سے واپس بھیج دیا۔ مجھے ایک اور نام حضرت خبیب بن اساف خزرجیؓ کا ملا ہے۔ انہوں نے دوران سفر بدر اسلام قبول کیا اور لشکر مجاہدین میں شامل ہو کر جنگ میں حصہ لیا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سہیلؓ مہاجر، جو مکہ میں اپنا اسلام ظاہر کئے بغیر قیام فرماتے تھے۔ کفار کے ساتھ بدر میں داخل ہوتے اور مسلمانوں کے

Marfat.com

لشکر میں آ ملے اور ان کے ساتھ جنگ میں حصّہ لیا اور خوب جان توڑ کر لڑے۔

یہ تمام نفوس قدسیہ شرکائے بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت سے بھی برابر کا حصّہ دیا۔ حتّٰی کہ حضرت سعدؓ کا بھی بعد ورثہ حصّہ باقی رکھا گیا۔ یہ صحابیؓ مدینہ سے روانگی سے قبل واصلِ حق ہوئے تھے۔

Marfat.com

مقامِ اصحابِ بدرؓ

۱۰

حضور سید المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اہل بدر کا احترام کیا کرتے تھے اور انہیں ہمیشہ دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اصحاب بدر رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کا یہ بھی امتیاز ہے کہ آپ نے ان کی نمازِ جنازہ میں خصوصیت کے ساتھ چار سے زائد تکبیریں کہیں اور پھر اس سے بڑا اعزاز کیا ہوگا کہ حضور سید النشور، سید کائنات، فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالےٰ اہلِ بدر سے واقف ہے کیونکہ اس نے خود ہی فرمادیا ہے:

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

(اے اہل بدر) تم جو چاہو کرو، میں نے تمہاری مغفرت کردی۔

(ابوداوُدؔ، ابوہریرہ سے روایت ہے)

یہ بھی فرمایا:۔

Marfat.com

فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ ۔
تمہارے لئے جنّت واجب ہو گئی ۔

امام احمدؒ حضرت حفصہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"مجھے امید ہے کہ جو شخص بدر یا حدیبیہ میں شریک ہوا۔ وہ انشاء اللہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا۔"

یہ امتیاز نہ صرف اصحابِ بدر رضوان اللہ تعالے علیہم کو حاصل ہے بلکہ انہوں نے جو ہتھیار "یوم الفرقان" کو استعمال کئے۔ اہلِ ایمان کے نزدیک وہ بھی متبرک خیال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ وہ برچھی، جو حضرت زبیرؓ نے عبیدہ بن سعید کی آنکھ میں ماری تھی، وہ یادگار بن گئی۔ حضرت زبیرؓ سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لی۔ پھر وہ چاروں خلفائے راشدینؓ کے پاس رہی۔ پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت تک وہ ان کے پاس رہی۔

مزید برآں صحیح بخاری میں رفاعہ بن رافع بن مالک خزرجی انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔ آپؐ اہلِ بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ سب مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ فرشتوں میں جو فرشتے بدر میں حاضر تھے، ان کا درجہ ملائکہ میں بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے جب حضرت ابو قتادہ[1] انصاری السلمیؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی

---

[1] واقدی کے مطابق ان کے نام میں اختلاف ہے۔ حارث یا نعمان یا عمرو بن ابی۔ وہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کا لقب "فارس رسول اللہ" تھا۔

Marfat.com

توآپ نے نمازِ جنازہ میں چھ یا سات تکبیریں ادا کی تھیں کیونکہ اہلِ بدر کی نمازِ جنازہ اسی طرح پڑھی جایا کرتی تھی۔

اصحابِ بدر رضوان اللہ تعالےٰ علیہم جمیع صحابہ کرامؓ میں افضل ترین شمار ہوتے ہیں۔ چاروں خلفائے راشدین اور باقی چھ حضرات جو عشرہ مبشرہؓ میں سے ہیں اصحابِ بدرؓ میں شامل ہیں۔

اصحابِ بدرؓ کی فضیلت کے سلسلہ میں ایک خاص واقعہ بھی ملتا ہے۔ ہوا یوں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ مہاجرؓ نے احسان کے ارادے سے کفارِ مکہ کو ایک خط لکھا۔ یہ خفیہ خط پکڑا گیا۔ ان سے اس خط سے متعلق پرسش ہوئی۔ یہ بہت بڑا جرم تھا اور خیانت کے مترادف تھا۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:۔

"اے عمرؓ! کیا حاطبؓ بدری نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اصحاب بدرؓ پر خاص توجہ کے ساتھ فرمایا ہے۔ "تم جو چاہو سو کرو۔ تمہارے لئے جنت واجب کردی گئی ہے۔" "میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔

ایک اور واقعہ مذکور ہے۔ ایک دفعہ چند بدری صحابہؓ ایسے وقت خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے کہ آپؐ کی محفل دوسرے صحابہؓ سے بھری ہوئی تھی۔ سلام کا جواب دینے کے بعد اہل محفل اپنی جگہ بیٹھے رہے اور ان بدری صحابیوںؓ کو کسی نے جگہ نہ دی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ محسوس ہوا۔ آپؐ نے اپنے قریب بیٹھے صحابہؓ کو ان کے لئے جگہ بنانے کے لئے کہا اور اپنے پاس بڑے احترام سے بٹھایا۔ جن اصحاب کو ہٹایا گیا تھا، ان کی طبیعتوں پر بوجھ پڑا۔ سورۂ مجادلہ کی یہ آیت مبارکہ اسی سلسلہ میں نازل ہوئی:۔

Marfat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا
فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

(اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو، تو جگہ دو، اللہ تعالےٰ تمہیں جگہ دے گا۔)

سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہ اعزاز اور تخصیص بھی اصحاب بدرؓ کے حصہ میں آئی، جن کے بارے میں خدا کے لاڈلے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کے حضور جنگ کے نقطۂ عروج پر یوں دعا کی:۔

"اے اللہ! اگر آج یہ تیری سے مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا"۔

اس سے بڑا نجات کا پروانہ کیا ہوگا۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے:۔

لَنْ يَّدْخُلَ النَّارَ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا ۔

(جو شخص بدر میں حاضر ہوا، وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔)

(مسند احمد میں ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بدری صحابہؓ کا وظیفہ بھی دوسرے صحابہ سے زیادہ، یعنی پانچ پانچ ہزار تھا۔ انہوں نے فرمایا:۔

"میں بدری صحابہؓ کو دوسروں سے زیادہ دوں گا"۔

جنگ بدر میں حصہ لینے والے صحابہ کرامؓ کو احساس بلکہ پختہ یقین تھا کہ ان پر اللہ کا خاص کرم ہوا ہے۔ اس لئے ان کے مقدر پر جتنا بھی رشک کیا جائے، وہ کم ہوگا۔ ان کو جو کچھ ملا، وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا صدقہ تھا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے میدان میں خاص طور پر ان نفوسِ قدسیہ کو اس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے کی تھی۔

Marfat.com

یوم الفرقان کی اہمیت

۱۱

یوم الفرقان تاریخ عالم کا وہ فیصلہ کن دن ہے، جب خالقِ کائنات نے حق و باطل کا تعین کیا۔ اس دور میں دنیا ایک ایسے موڑ پر کھڑی تھی کہ ایک طرف قیصر و کسریٰ نے جو اس وقت دو عظیم طاقتیں یعنی آجکل کی اصطلاح میں سپر پاورز تھیں، دنیا میں دہشت پھیلا رکھی تھی اور دوسری طرف مشرکینِ حجاز نے اپنی جہالت کی قدروں کی بنا پر انسانیت کا گلا گھونٹ رکھا تھا۔ اس تاریکی میں ڈوبی ہوئی خلقِ خدا کی ہدایت کے لئے خدائے مطلق نے مکہ کی سرزمین میں حضرت آمنہؓ کے لال محبوب سُبحانی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا لیکن انہیں اور ان کے ماننے والوں کو مشرکین نے مکہ میں چین نہ لینے دیا۔ چنانچہ انہوں نے حکمِ ربی کے تحت مدینہ کو اپنا مسکن بنالیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ یارِ غارِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن ٥

پڑھا اور فرما دیا تھا۔

Marfat.com

"اُن کفار نے اپنے نبی کو ان کے وطن سے نکال دیا ہے۔ یہ ضرور ہلاک ہوں گے"۔ یہ تو نگاہِ یارِ نبی تھی۔ نگاہِ نبوتؐ نے پہلے ہی دیکھا ہوا تھا کہ ہجرت تو اصل میں "یوم الفرقان" کا پتہ دے رہی ہے اور ہوا بھی یہی۔ انیس ماہ کے بعد حق و باطل کی مڈبھیڑ کے لئے بدر کا میدان مقرر ہوا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو گیا کہ جو خدا کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار بن گیا' جنت اس کی منتظر ہے اور جو میرے رسولِ برحق صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں نکلا' چاہے وہ ضد اور جہالت کی وجہ سے نکلا' چاہے بادلِ نخواستہ نکلا' جہنم کا ایندھن بنے گا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

(جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی' اس نے عین اللہ کی اطاعت کی)

کچھ یہی بات "یوم الفرقان" کو پیش آئی۔ بدر کے روز جس جس قدم پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی نمونہ پیش کیا۔ اس کی تائید وحیِ حق نے سورۃ انفال میں کی جو بدر کے معرکے سے واپسی پر نازل ہوئی۔ مزاجِ ربانی ہے کہ بعض اوقات حکمِ ربانی کا نزول پہلے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک بعد میں لیکن بعض مواقع پر سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک پہلے اور بعد میں تائیدِ حق کیونکہ فخرِ موجودات' سیدِ کائناتؐ خود قرآن کی تفسیر ہیں۔ قرآنِ حکیم میں جو قال ہے ذاتِ نبیِ محترم صلے اللہ علیہ وسلم میں 'حال' ہے۔

۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ ھ کو خدا کے حبیب امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ (۳۱۳) مقدس و برگزیدہ صحابۂ کرامؓ کے ساتھ کفارِ مکہ کے لشکر کے مدِ مقابل ہوئے اور پھر مدینہ سے روانگی سے لے کر معرکۂ بدر تک' نیز مدینہ منورہ واپسی تک

Marfat.com

ایک ایک قدم پر جو کچھ ہوا، اس کی تصدیق خداوند کریم نے سورۃ انفال میں کی۔ اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان سے متعلقہ تمام تفصیل کھول کر بیان کردی ہے اور ان تمام اقدامات کی تشریح و تائید کردی ہے جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اٹھائے۔

دراصل "یوم الفرقان" ایک شش جہات موضوع ہے۔ یہ سیرتِ طیبہ و طاہرہ کا وہ پہلو ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا، اس کے معانی اور تشریحات کے نئے نئے پہلو نکلتے رہیں گے اور جدید علوم میں جتنی جتنی ترقی ہوتی جائے گی، اتنے ہی اس کے گوشے بے نقاب ہوتے جائیں گے۔ جہاں تک جنگی پہلو کا تعلق ہے، معرکہ بدر میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جدید ترین جنگی ٹیکنیک کی بنیاد ڈالی۔ مثلاً اس جنگ سے پہلے عربوں میں صف بندی کا رواج نہ تھا۔ آپؐ نے اسلامی لشکر کی باقاعدہ صف بندی کی اور تمام میسّر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر قسم کی جنگی ہدایات دیں۔ اس جہت میں بدر کے موضوع پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور فنی ماہرین نے جو تجزیہ پیش کیا ہے۔ اس میں اتنی معلومات ہیں کہ یہ بذاتِ خود ایک علیحدہ مضمون ہے۔

بنیادی طور پر معرکۂ بدر اسلام میں جہاد کی غرض و غایت بیان کرتا ہے، اور جنگ کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کو واضح کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ مسلمان کی نظر سامانِ سفر پر بھی ہو لیکن وہ مقصودِ سفر سے بھی غافل نہ ہو کیونکہ اس کی زندگی کا فقدان اسباب نہیں بلکہ مسبب الاسباب سے ربط کا فقدان ہے۔

بدر کے دن تاریخ کے جدید دور کا آغاز ہوا۔ جنہیں کوئی توجہ نہ دیتا تھا، وہ عالمگیر توجہ کے حقدار قرار پائے۔ جو حقیر، کمزور اور کمتر تھے، زمانے کی نظروں میں معزز، اور قابلِ احترام بن گئے کیونکہ وہ حق پر تھے۔ حق کی آواز لے کر اٹھے۔ وہ اس سالارِ اعظم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کے ابرو کی جنبش پر نثار ہونے کو ہر وقت تیار تھے جو ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم بن کے آئے تھے۔ بدر کے میدان میں ان کی فتح عظیم سے قبائل کی خانہ جنگیاں ختم ہو گئیں۔ جرائم کا بازار سرد پڑ گیا۔ عرب کے سرحدی علاقے رومیوں اور ایرانیوں کے پنجۂ ظلم سے آزاد ہو گئے۔ اس دن ایک نیا دور وجود میں آ گیا ملک عرب سے رفتہ رفتہ تمام تاریکیاں دور ہو گئیں۔ اس روز ایک نئی صبح کا پرچم لہرانے لگا۔ ایک ابدی مذہب کا درخشندہ آفتاب طلوع ہوا۔ اس دن حضرت عمرؓ کے غلام حضرت مہجعؓ کو سید الشہداء کا خطاب ملا۔ نسلی تفریق اور اونچ نیچ کا انسداد ہو گیا۔ اس دن نوع انسانی کی وحدت کا اعتراف ہوا اور انسانی وحدت کا واضح تصور سامنے آیا۔

اس روز یہ تفریق ختم ہو گئی کہ جس کے پاس جاہ و ثروت ہو گی، جس کے پاس سرداری اور عہدہ ہو گا، وہ معزز ہو جائے گا۔ اس دن تو وہ فاتح ہوا جو جمالِ حق اور جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا تھا اور ہر وہ جو جمالِ مصطفیٰ سے بیگانہ تھا، تہِ تیغ ہو گیا اور ذلت اور رسوائی کا سزاوار ٹھہرا۔ اس دن عرب کا سب سے بڑا فرعون سب سے کم عمر اور کمزور ہاتھوں قتل ہوا۔

بدر میں مسلمانوں کی فتح، فتح مکہ کی پیش خیمہ بنی۔ بدر کی جنگ میں حضور فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے سلسلہ میں نسلِ انسانی کے لئے قانون وضع فرمائے، لیکن ساتھ ساتھ "الحرب خدعة" کے تحت جنگی چالوں یعنی WAR TACTICS کی نئی سمت عطا کی۔ جنگ کی حالت میں بھی اخلاقی اقدار کا عملی نمونہ پیش کیا۔ حتٰی کہ اس موقع پر بھی جمالیاتی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا:

اِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَه۔

Marfat.com

یعنی جب قتل کرو، تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔

معرکہ بدر میں حق کی فتح اور باطل کی شکست سے غلاموں کی منڈیاں ختم ہوگئیں مشرکینِ مکہ کی اقتصادی طاقت کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ان کا سیاسی وقار خاک میں مل گیا۔ مکارانہ، کافرانہ اور سرمایہ دارانہ نظام پاش پاش ہوگیا اور اقدارِ حیات کو فروغ ملا۔ اسی دن ازلی قانون کی بالادستی تسلیم ہوئی اور ثابت ہوا کہ کائنات کا ہمہ گیر اصول مکافاتِ عمل ہے جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے اور انسانی طاقت کا اصلی سرچشمہ اخلاقی قوت ہے نہ کہ عسکری یا اقتصادی قوت۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کفر، اخلاقی قوت سے تو اغماض برتتا ہے لیکن اقتصادی دباؤ اس کی برداشت سے باہر ہے۔

"یوم الفرقان" کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انسانی فطرت کا کتنا گہرا مطالعہ تھا۔ آپ فاتح القلوب ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے دل آپؐ نے کس طرح جیتے۔ اور تو اور قیدیوں سے آپؐ کے سلوک کی وجہ سے ان کے قلوب کی کیفیت بدل گئی۔ جس نے سرکارِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کا اخلاق دیکھا، وہ دل سے آپ پر فدا ہوگیا۔ نفسیاتی اعتبار سے اگر معرکہ بدر کو دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا کہ کسطرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی ذہن کو ڈھالا۔ آپؐ نے ابتدا میں جاں نثاروں کے سامنے ابوسفیان کے قافلے کو رکھا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ مقام آپہنچا۔ جہاں منشائے ربانی مجاہدین اور مشرکین کو برسرِ پیکار دیکھنا چاہتی تھی۔ اسی لئے شروع شروع میں چند ساتھی کسمسائے لیکن خدا نے اپنا فیصلہ صادر فرما دیا۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے :-

"جس طرح آپ کے رب نے آپ کو حق کے ساتھ گھر سے نکالا، اور مومنوں کا ایک گروہ رضامند نہ تھا۔ آپ سے حق بات کے متعلق جھگڑتے

Marfat.com

ہیں۔ جب وہ واضح ہو چکی تھی۔ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف
جا رہے تھے۔ اور جب اللہ نے وعدہ دیا آپ کو ان دو جماعتوں میں
سے ایک آپ کو ہاتھ لگے گی اور آپ چاہتے تھے کہ جس میں تکلیف
نہ ہو وہ ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے سچ کو اپنے کلاموں
سے اور کافروں کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ (سورۃ انفال، رکوع ۱)

معرکۂ بدر میں ہادیٔ برحق نورِ مجسّم، ختم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی جامع کمالات شخصیت کے بیک وقت کئی اوصاف سامنے آتے ہیں۔ آپ سپہ سالار ایسے کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرقِ آہن فوج سے کامیاب جنگ کرتے ہیں اور صلح پسند ایسے ہیں کہ حدیبیہ کے موقعہ پر ہزاروں پرجوش جاں نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون وچرا دستخط فرما دیتے ہیں۔ وعدہ اور قول کی پابندی کا یہ عالم ہے کہ عین بدر کے موقعہ پر جب دو صحابی حضرت ابو حذیفہ بن الیمانؓ اور ابو حسلؓ مکہ سے آ رہے تھے کہ راستہ میں کفار نے روکا کہ تم محمدؐ کی مدد کے لئے جا رہے ہو۔ انہوں نے شریکِ جنگ نہ ہونے کا وعدہ کیا۔ جب انہوں نے آپؐ کی خدمت میں صورتِ حال بیان کی، تو آپؐ نے فرمایا:۔

"وعدے کا پورا کرنا ہر حال میں مقدم ہے۔ ہم خدا کی امداد چاہتے ہیں"

حالانکہ عالم یہ تھا کہ بدر کے موقعہ پر ایک ایک سپاہی کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن جنگ کے باوجود آپؐ پر کسی قسم کی اضطراری کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ آپ کی خود اعتمادی اور یکسوئی بدرجہ اتم قائم رہی۔ جہاں مسلمانوں کی قیادت کے لئے اس قسم کے سالارِ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم ہوں، وہاں قریش کس کھاتے میں شمار ہوتے، جن میں سرے سے مرکزی قیادت بھی ہی نہیں۔ مشرکین آپس میں بٹے ہوئے تھے بلکہ ہر مشرک اپنے اندر بھی بٹا ہوا تھا۔ ان کے سامنے کوئی نصب العین نہ تھا، سوائے خاندانی جھوٹے وقار

Marfat.com

جہالت اور حسد کے سوا ان کے پاس رکھا ہی کیا تھا اور دوسری طرف وہ تھے جو اپنے محبوب رہبر اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے اک اشارے پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے تیار تھے۔ اسی لئے یوم الفرقان مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ جس نے ادھر رُخ کیا، اس نے فلاح پائی۔ بقول محبی۔

ع ہر کسے را قبلہ باشد
قبلۂ ما روئے دوست

جس طرح سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے مثال ہیں، معرکۂ بدر مسلمانوں کا آئیڈیل ہے۔ نبی محترم صلے اللہ علیہ وسلم، نبیٔ آخرالزماں ہیں۔ اسی لئے اصحابِ بدر رضؓ کی جماعت کے متعلق آپؐ نے فرمایا۔

"اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ختم ہو گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا"

چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ اس لئے دعوتِ حق کے مستقبل کا انحصار انہی جانوں پر تھا، جن کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میدانِ بدر میں نکل آئے اور بارگاہِ خداوندی میں بڑے تضرع کے ساتھ عرض کیا کہ اگر ان مٹھی بھر انسانوں کو آج تو نے کامیاب نہ کیا، تو

پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا

یہ اس حق و صداقت کا اعلان تھا کہ الہٰ العالمین تو نے کہا تو ہم نے تیرے نام پر کفار کے خلاف تلوار اٹھالی۔ کفر اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ ہمارے خلاف نکل آیا ہے لیکن

ہم تو جیتے ہیں تیرا نام رہے۔

اس لئے فتح و نصرت بھی ہم تجھی سے مانگتے ہیں۔

Marfat.com

اِدھر حبیبِ مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے الفاظ مبارک زبانِ اطہر سے ادا ہوتے، اُدھر خداوند کریم کی فتح ونصرت آپہنچی۔ جنھیں حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا، ان کو لے کر وہ بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں حاضر ہوتے۔ انہیں قبولیت کا شرف عطا ہوا۔ علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

Marfat.com

حرفِ آخر

سلامے یا رسول اللہ سلامے
فرستادم بدرگاہت پیامے

گر بادِ فتنہ ہر دو جہاں را بہم زند
ما و چراغِ چشم و رہِ انتظارِ دوست

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com